بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب خدا
اور
اہلبیتِ رسولِ خدا

مؤلف :- الحاج سید غلام نقی رضوی

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
273 - بندر روڈ کراچی فون : 7232354

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتابِ خدا
اور
اہلبیتِ رسولِ خدا

حصہ دوم

مؤلف :- الحاج سید غلام نقی رضوی

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

279 - بریٹو روڈ کراچی فون : 7232354
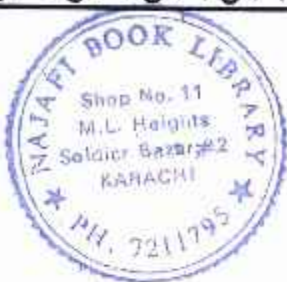
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استقبالِ کلام

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربِ جلیل ہے:

(۱) "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ..." (سورۃ ۱۷ آیت ۹)

"بیشک یہ قرآن اُس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے۔"

(۲) "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔"

"(اے رسولؐ!) کہدو! میں تم سے اِس (تبلیغِ رسالت) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا سوائے (اپنے) قرابتداروں (اہلِ بیتؑ) کی محبت کے۔ اور جس نے (بھی یہ) نیکی حاصل کرلی تو ہم اُس نیکی (محبتِ اہلِ بیتؑ) میں اُس کے لیے اور اضافہ کردیں گے (کیونکہ اِس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اللہ بڑا بخشنے والا شکر گذار ہے۔"

(سورۃ ۴۲ الشوریٰ آیت ۲۳) ★..... (صواعق محرقہ ابنِ حجر مکی ص ۱۰۱)

★ مزید برآں جناب رسولِ اللہؐ نے قرآنِ کریم اور اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا:

(۱) میں پہلا شخص ہوں گا جو قیامت کے دن محشور کیا جاؤں گا تو خداوندِ عزیز و جبار کے

حضور قرآن اور اپنے اہلبیتؑ کے ساتھ حاضر ہوں گا (اس کے بعد اُمّت وارد ہوگی تو پھر میں اُمّت سے پوچھوں گا کہ تم نے اللہ کی کتاب اور میرے اہلبیتؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔

(اصولِ کافی جلد ۲، کتاب فضل القرآن)

(۲) " میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں اِن دونوں میں ایکدوسرے سے بڑھ کر ہے، اللہ کی کتاب اور میری عترت ۔ دیکھنا! تم میرے بعد اِن دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟ یہ ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔"

(مستدرک جلد ۲ ص ۱۰۹)

علماءِ اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ فضائلِ اہلبیتِ رسولؐ کے متعلق قرآنِ حکیم میں تین سَو سے زائد آیات نازل ہوئیں لیکن آیاتِ قرآنیہ کی تفصیلات کو جمع کرنے والے علماءِ کرام نے اِن آیات کو ایک عنوان کے تحت درج کرنے کے بجائے آیات " امثال، قصص، تسبیح اور متفرقات کے عنوانات کے تحت درج کردیا، جو مفاہیمِ قرآن میں دلچسپی رکھنے والے قارئین کے ساتھ ایک زیادتی کی حیثیت رکھتا ہے۔

مختلف عنوانات کے تحت جمع کردہ آیات کی تفصیل اور قرآنِ حکیم کی دیگر خصوصیات کا ایک اجمالی جائزہ، ہم اپنی تالیف " معارفِ قرآن " میں پیش کرچکے ہیں، جو کہ ہمارے قارئینِ کرام کے پیشِ نظر ہوگا، اُن حضرات

کے بصارتِ علمی میں اضافہ کے لیے ہم اس تالیف یعنی "کتابِ خدا اور اہلبیتِ رسولِ خدا"
میں اہلبیتِ اطہار کے فضائل کے بارے میں نازل شدہ آیات کا ایک
ذخیرہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ قارئینِ کرام ہماری اس کاوش کو پسندیدگی کی نظر سے
دیکھیں گے۔ اور منتظمینِ ادارہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

آخر میں ہم ممنون ہیں مولوی جعفر زیدی صاحب کے جنہوں
نے اس کاوش کی تدوین و کتابت میں ہم سے تعاون فرمایا

احقر

سیّد غلام نقی رضوی، (مینجنگ ٹرسٹی)

فہرست (۲)

صفحہ	آیات اور عنوانات

آیات اور عنوانات	صفحہ

صفحہ	آیات اور عنوانات

۱۱ رجون ۱۹۹۶ء

۵۶۔ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾

(سورۃ ۳ آلِ عمران آیت ۱۳۴)

ترجمہ: "جو فراخی اور تنگدستی میں (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں اور غصّے کو ضبط کرتے ہیں اور (لوگوں کے قصور سے) درگذر کرتے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں سے الفت رکھتا ہے۔"

حضرت امام حسنؑ کا واقعہ

تفاسیر اہلِ سنّت میں ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام عرب کے اشراف کے ساتھ اپنے بیت الشرف میں دستر خوان پر تشریف فرما تھے کہ اسی دوران آپؑ کا خادم سالن کا پیالہ لیے ہوئے آیا، آپؑ کے رعب سے اُس کا پیر تھرایا، ہاتھ میں لغزش پیدا ہوئی اور سالن کا پیالہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، اور سالن آپؑ کے چہرے اور کپڑوں پر گرا۔ حضرتؑ نے اُس کی طرف غصّے سے دیکھا تو متحیّر ہو کر رہ گیا، دفعتاً اُس کی زبان سے نکلا اَلۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ آپؑ نے فرمایا لَقَدۡ کَظِمۡتُ غَیۡظِیۡ ۔ میں نے اپنا غصّہ دور کیا (ضبط کیا) اُس نے فوراً کہا وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ۔ آپؑ نے فرمایا عَفَوۡتُکَ عَنِّیۡ

اللّٰہُ عَنۡکَ (میں نے بھی تجھے معاف کیا اور اللہ بھی تجھے معاف فرمائے) پھر اُس نے کہا: وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ "اور اللہ نیکی کرنے والوں سے الفت رکھتا ہے۔) آپؑ نے فرمایا: اِذۡھَبِیۡ اَنۡتِ حُرَّۃٌ لِوَجۡہِ اللّٰہِ تَعَالٰی (جا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے (میری طرف سے)، تو آزاد ہے۔)

★ یہ واقعہ مختلف انداز سے حضرت امام حسین علیہ السلام، اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے بھی تفاسیر میں منقول ہے۔

★ دیگر کتب میں امام حسینؑ سے اور تفسیر صافی صفحہ ۹۰ میں امام علیؑ ابن الحسینؑ سے منسوب ہے۔ ★ تفسیر روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۱، (روح القرآن) اور "حاشیہ مقبول" میں امام علیؑ ابن الحسینؑ سے منسوب ہے۔

۵۷۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۴۴)

ترجمہ: "اور محمدؐ صرف ایک رسولؐ ہی ہیں جن سے پہلے بھی (بہت سے) رسولؐ گزر چکے ہیں (بس)، اگر وہ مر جائیں یا وہ قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنے اُلٹے پاؤں پر پلٹ جاؤ گے۔؟" یعنی: (بے ایمان ہو جاؤ گے)

آنحضرت کے بعد آلِ محمدؑ پر ظلم ڈھائے گئے :

اس آیت کے مصداق آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں۔ جو بظاہر اپنی غرض کے لیے مسلمان ہو گئے تھے لیکن اُن کے قلوب اسلام سے خالی اور اپنے مقصد سے پُر تھے۔ اُنھوں نے آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد آپؐ کی آلِ پاکؑ کو اس لیے ستا کر دل کا بخار نکالا تھا کہ اُنھیں حضرت محمد مصطفےٰؐ سے خاص دلچسپی نہ تھی۔ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کا گھر جلایا۔" * (الامت والسیاست)

* "فاطمہؑ پر دروازہ گرایا" * (الملل والنحل شہرستانی)

* "علیؑ کے گلے میں رسّی باندھی"۔ * (شرح ابن ابی الحدید، روح القرآن)

★ علامہ حیدری لکھتے ہیں :۔

" محشر میں رسولِ خداؐ کہیں گے: "یَارَبِّ اُمَّتِیْ" فَیُقَالُ اِنَّھُمْ کَانُوْا یَمْشُوْنَ بَعْدَکَ الْقَھْقَرٰی"۔ الخ

یعنی: "اے میرے پالنے والے! یہ بھی تو میری اُمت ہیں۔ پس کہا جائیگا یہ وہ لوگ ہیں جو تمھارے بعد دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ الخ

(انوار اللغة پ ۲۱ صـ ۱۸۳)

★ احتجاج طبرسیؒ میں خطبۂ غدیر کے یہ فقرے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

" اے گروہ مرد مان! میں تم کو ڈراتا ہوں کہ خدا نے مجھے تم سب کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی رسولؑ گذر چکے ہیں۔ تو کیا میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو تم دینِ حق کو چھوڑ کر پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے، اور جو شخص

دینِ حق کو چھوڑ دے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا، اور عنقریب خدا شکر گزار بندوں کو بہت ہی اچھا بدلہ دے گا۔ خبردار ہو کہ یہ علیؑ وہ شخص ہے جو صفاتِ صبر و شکر سے موصوف ہے، اور اس کے بعد میری اولاد جو اس کے صلب سے ہوگی۔

۵۸۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

(سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴۵)

ترجمہ: "اور جو آخرت کے ثواب کا طلب گار ہوگا اُس کو ہم اُس میں سے دیں گے اور شکر گزاروں کو ہم عنقریب (جلد) جزا دیں گے۔"

جنگِ اُحد میں حضرت علیؑ کی مدح

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ معرکۂ اُحد میں جناب امیر المومنینؑ کے جسمِ اقدس پر ساٹھ زخم آئے تھے۔ جناب رسولِ خداؐ نے اُمِ سلیم اور اُمِ عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اُن کا علاج کریں۔ انھوں نے ایک دن عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جب ہم امیر المومنینؑ کا ایک جگہ سے علاج کرتے ہیں تو دوسری جگہ سے زخم پھٹ جاتا ہے، اور اب ہمیں اُن حضرت کی موت کا خوف ہے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ خود تشریف لائے اور مسلمان بھی اُن کی عیادت کر رہے تھے حضرتؐ نے دیکھا کہ وہ سب زخم آپس میں مل کر ایک بڑا زخم بن گیا ہے۔ پس آپؐ اُن زخموں پر اپنا دستِ شفا پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ جس نے

خدا کے کام میں مصیبت اُٹھائی، وہی آزمائش میں سب سے بہتر و برتر ثابت ہوا۔ اور جہاں جہاں حضرتؑ ہاتھ پھیرتے زخم مندمل ہو جاتے۔ اور امیرالمومنینؑ نے کہا: "نہ میں جہاد سے بھاگا اور نہ میں نے پیٹھ دکھائی۔ پس خدا نے اُن کے ثباتِ قدم کو دو جگہ سراہا: ایک جگہ فرمایا: "سیجزی اللّٰہ الشّٰکرین (آیت ۱۴۴) پھر فرمایا سنجزی الشّٰکرین (آیت ۱۴۵) * (حاشیہ مقبول) ..... (تفسیر مجمع البیان)

۵۹۔ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۷)

ترجمہ: "اور اگر تم خدا کی راہ میں قتل کیے گئے یا مر گئے تو خدا کی مغفرت اور رحمت بہت ہی بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے پھرتے ہیں۔"

راہِ خدا سے مراد حُبِّ آلِ محمدؐ:

تفسیر عیاشی اور معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ: سبیل اللہ (راہِ خدا) سے مراد علیؑ اور ائمہ و اولادِ علیؑ ہیں۔ یعنی جو شخص ان کی دوستی میں قتل ہو جائے وہ راہِ خدا میں قتل ہوا۔ اور جو شخص ان کی محبت میں مر جائے وہ راہِ خدا میں مرا۔

جو حبِ آلِ محمدؐ پر مر جائے

(حاشیہ مقبول ص۱۳۸ طبع لاہور)

عن عبداللہ البجلی قال، قال رسول اللہؐ

(۱) مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَہِیْدًا

(۲) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا

(۳) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ تَائِبًا

(۴) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُؤْمِنًا مُّسْتَکْمِلَ الْاِیْمَانِ

(۵) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ

(۶) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِہَا۔

(تفسیر کشاف جلد ۴ ص۲۲۰)

(۷) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَتَحَ اللّٰہُ مِنْ قَبْرِہٖ بَابَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ

(۸) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَہٗ مَزَارَ مَلٰٓئِکَۃِ الرَّحْمَۃِ

(۹) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

مَکْتُوبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ

(۱) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ کَافِرًا

(۲) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشَمُّ رَآئِحَۃَ الْجَنَّۃِ۔ ×..... (ثعلبی)

ترجمہ :۔

(۱) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے وہ شہید مرا۔

(۲) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے بخشا ہوا مرتا ہے۔

(۳) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے وہ توبہ کیا ہوا مرا۔

(۴) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے وہ کامل الایمان مرا۔

(۵) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے ملک الموت اُس کو جنّت کی خوشخبری دیتا ہے اور قبر میں منکر و نکیر بھی جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(۶) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے وہ جنّت میں اس طرح جائے گا جس طرح کوئی دولھن اپنے شوہر کے گھر لیجائی جاتی ہے۔

× (کشّاف جلد۴ صفحہ ۲۲)

(۷) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے اللہ تعالیٰ اُس کی قبر میں جنّت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔

(۸) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو ملائکۂ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔

(۹) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مر جائے، وہ قیامت کے دن اِس حالت میں آئے گا کہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) اللہ کی رحمت کی آیت تحریر ہوگی۔

بُغضِ آلِ محمدؐ پر موت کا انجام :

(۱) آگاہ ہو جاؤ جو شخص بُغضِ آلِ محمدؐ لے کر مر جائے (دشمنی پر مر جائے) وہ کافر مرتا ہے۔

(۲) آگاہ ہو جاؤ جو شخص آلِ محمدؐ کی دشمنی و بغض پر مر جائے وہ جنت کی بُو بھی نہ سونگھ سکے گا۔* (ثعلبی۔ ارجح المطالب باب ۳ ص ۲۷۱ طبع لاہور)

۶۰۔ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ * (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۲)

ترجمہ: "کیا وہ شخص جو خوشنودیِ خدا کا تابع ہو، اُس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو خدا کے غضب میں گرفتار ہوا، اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو؟ اور وہ بہت ہی برا انجام ہے۔"

خدا کی خوشنودی کے تابع ائمۂ اہل بیتؑ ہیں

* حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

" جو خوشنودیِ خدا کے تابع ہیں وہ آئمۂ اہلِ بیت ؑ ہیں اور جن کے درجات اللہ کے نزدیک بلند ہیں، وہ مومنین ہیں۔ اور جس قدر اُن کو ہماری ولایت اور معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اُسی قدر اُن کے اعمال کے ثواب کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے، اسی نسبت سے اُن کے درجات بلند فرماتا جاتا ہے۔ (کافی)

★ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ "بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ" (ہر پھر کر خدا کے غضب میں گرفتار ہونے والے") وہ لوگ ہیں جو حقوقِ امیرالمومنینؑ و دیگر آئمۂ اہلِ بیت کے منکر ہیں۔

★..... (حاشیہ مقبول ص ۱۳۹، ۱۴۰ طبع لاہور)

★ تفسیر صافی میں ہے کہ اِس آیت میں "رِضْوَانَ اللّٰهِ" (اللہ کی خوشنودی) سے مراد: آلِ محمدؐ ہیں۔ اور "اللہ کو ناراض کرنے والوں" سے مراد آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں۔ اور "هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ (آیت ۱۶۳) یعنی: اللہ کے نزدیک اُن کے درجات بلند ہیں" سے مراد آلِ محمدؐ کے پیروکاروں کے درجات اللہ کے نزدیک بلند ہیں۔

★.... (صافی ص ۹۴ بحوالہ روح القرآن)

★ تفسیر "روح البیان" میں وارد ہوا ہے کہ:

" اور اُن کی بے پایاں خوشیوں اور مسرتوں کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ:" وہ اللہ کی نعمت اور فضل پاکر خوشیاں منا رہے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ صاحبانِ ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔" (آیت ۱۷۱) وہ لوگ جنھوں نے زخم کھانے

کے بعد بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی آواز پر لبیک کہا، اُن میں سے اُن لوگوں کے لیے جنھوں نے اچھے اعمال کیے اور پرہیزگاری اختیار کی، اجرِ عظیم ہے (آیت ۱۷۲)

یہ بات بھی واضح ہے کہ آلِ محمدؐ میں کوئی فرد ایسا نہیں گذرا جو درجہ شہادت پر فائز نہ ہوا ہو۔ بقول امام علی ابن الحسینؑ کے: اَلْقَتْلُ لَنَا عَادَۃٌ وَالشَّہَادَۃُ لَنَا فَضِیلَۃٌ: (راہِ خدا میں قتل ہونا ہماری عادت ہے، اور شہادت ہمارے لیے فضیلت ہے۔)

یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات قیامت کے دن شہداء کے علمبردار ہوں گے

"وَینصب یوم القیامۃ لواء الشہداء لعلیؑ وکل شہید یکون تحت لوائہ" (اور قیامت کے دن شہداء کا جو عَلَم بلند ہوگا وُہ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام شہداء اُس علم کے نیچے ہوں گے۔")

(پھر مزے ہی مزے ہوں گے۔) ...... (تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۳۸۶ - ص ۵۴۲)

۶۱۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۷۳)

ترجمہ: "یہ وہی ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ یقیناً تمھارے (مقابلہ کے) لیے بہت سے لوگ جمع ہیں پس اُن سے ڈرو، تو (اس بات سے) اُن کے ایمان میں اضافہ ہوگیا، اور اُنھوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

یہ جملہ حضرت علیؑ نے کہا تھا:

علماء کا بیان ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگِ اُحد سے مدینہ تشریف لائے تو جبرئیلؑ یہ کلام لیکر نازل ہوئے کہ آپؐ ابوسفیان کا پیچھا کریں، مگر آپؐ کے ساتھ صرف زخمی لوگ ہوں۔ جبکہ حسب الحکم آپؐ روانہ ہوئے اور مقام حمراء الاسد پر جاکر ٹھہر گئے۔ اور کفّار مقام روحاء میں تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ مسلمانوں پر مدینہ جاکر حملہ کریں لیکن ابوسعید خزاعی نے ابوسفیان کو جاکر دھمکی دی کہ آنحضرتؐ ایک لشکرِ جرّار لیکر تیرے پیچھے چلے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ مکّہ کو بھاگا، مگر اُس نے نعیم ابنِ مسعود اشجعی کو جو مدینہ آرہا تھا بہت سا انعام دینے کا لالچ دیا اور کہا کہ تو محمدؐ کے لشکر میں جاکر کہدے کہ کفّارِ قریش کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے نعیم نے یہ خبر آپؐ کے لشکر میں پہنچادی تو اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَکِيۡلُ: خدا نے اس کو بطور آیت نازل فرمایا۔ (ملاحظہ ہو

*...... (کتاب ابن مردویہ احقاق الحق ص ۱۶۶، تفسیر صافی ص ۹۵)

۶۲۔ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَۙ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (سورۃ ۳ آلِ عمران آیت ۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو راہِ خدا میں قتل کیے گئے تم اُنھیں ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں، اور اللہ نے جو اُنھیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُس سے بے انتہا خوش ہیں۔ اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں، اور ابھی اُن میں آکر شامل نہیں ہوئے، اُن کے بارے میں یہ خیال کر کے خوشیاں مناتے ہیں کہ (یہ بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوں تو) اُن کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ وہ لوگ اللہ کی نعمت اور فضل سے بیحد خوش و خرّم اور بیشک اللہ مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔"

★ "تفسیر روح البیان" میں ہے کہ آلِ محمدؑ راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کے سردار ہیں۔ شہادت اُن کی فضیلت ہے۔ (اس کی تفسیر گزشتہ صفحات پر تحریر ہے) (ملاحظہ ہو آیت ۶۲ کی تفسیر)

۶۳۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ (سورۃ ۳ آلِ عمران آیت ۱۸۵)

ترجمہ: "پس جو شخص جہنّم سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا تو بیشک وہی کامیاب ہوا۔"

علیؑ کا دوست جنّتی، دشمن دوزخی :

★ "مجالس الابرار" میں جنابِ رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ :

آنحضرتؐ نے خدائے تعالےٰ کا یہ قول بیان فرمایا کہ ارشادِ ربِّ کریم ہوا :

"(اے میرے حبیبؐ) مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم ! میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا جو علیؑ سے دوستی رکھنے والا ہو اور میں اُسے جہنم سے بچالوں، اور جنّت میں جگہ نہ دوں ـــــــ اور اسی طرح میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا جو علیؑ سے بغض رکھنے والا ہو، اور میں اُس سے بغض نہ رکھوں اور اُسے داخلِ جہنم نہ کروں"۔

★...... (حاشیہ مقبول صـــ۱۴۶ طبع لاہور)

★ عن اُمّ المومنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم : "مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ" (الدیلمی، طبرانی فی الکبیر عن ابی رافع)۔

ترجمہ : "جنابِ اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

"جس نے علیؑ سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی، اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی ـــ اور

جس نے علیؑ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا ——— اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ سے بغض رکھا۔"

٭..... (ارجح المطالب باب ۴ ص ۵۱ طبع لاہور)

٭ عن معاذ بن جبل قال: قال رسول اللہ ص: "حُبُّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حَسَنَۃٌ لَا یَضُرُّ مَعَھَا سَیِّئَۃٌ وَبُغْضُہٗ سَیِّئَۃٌ لَا تَنْفَعُ مَعَھَا حَسَنَۃٌ"۔

یعنی: "معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے ارشاد فرمایا: "علی ابنِ ابیطالبؑ کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی برائی ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور اُن سے بغض رکھنا ایک ایسی برائی ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی۔" (دیلمی)

٭ عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ص: ——

"یَا عَلِیُّ طُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّکَ وَصَدَّقَ فِیْکَ وَوَیْلٌ لِّمَنْ اَبْغَضَکَ وَکَذَّبَ فِیْکَ" (الدیلمی)

یعنی: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص فرماتے تھے: "اے علیؑ! خوشخبری ہو اُس کے لیے جو تم سے محبت رکھے اور تمہاری تصدیق کرے اور افسوس ہے اُس پر جو تم سے بغض رکھے اور تمہاری تکذیب کرے۔"

٭ فرمایا: اگر لوگ علیؑ کی محبت پر متفق ہو جاتے تو اللہ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ (از ابن عباس)

٭..... (ارجح المطالب باب ۲ ص ۱۵۲)

۶۴۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ

بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۹۵)

ترجمہ: ”پس اُن کے پروردگار نے اُن کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہ کروں گا“ (خواہ وہ) مرد ہو یا عورت (کیونکہ) تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ پس وہ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں اُن کو اذیّت دی گئی اور (کفار سے) جنگ کی اور قتل ہو گئے ”میں ضرور اُن کی برائیوں کو اُن سے دور کردوں گا“ اور ضرور اُن کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک صلہ واجر ملے گا، اور سب سے اچھا صلہ تو اللہ ہی کے پاس ہے۔“

★ ”مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى“ روایت ہے کہ جناب اُمِ سلمہؓ (اُمّ المومنین) نے عرض کی، یا رسول اللہؐ! کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے

میں مردوں کا تو ذکر فرمایا ہے مگر عورتوں کو چھوڑ دیا۔؟

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِس آیت میں "ذَکَرٍ" سے مراد حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں

اور ـــــــ "اُنْثٰی" سے مراد جناب فاطمہ زہراؑ ہیں۔

اور ـــــــ "بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ" سے مراد حضرت علیؑ،

اور ـــــــ جناب فاطمہؑ بنتِ اسد (حضرت علیؑ کی والدہ گرامی)

اور ـــــــ "فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا" سے مراد حضرت علی علیہ السلام

اور ـــــــ جناب سلمانؓ فارسی ہیں

اور ـــــــ "وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ" سے مراد جناب ابوذرؓ ہیں۔

* یہ کلمہ حق کہنے پر مدینے سے نکالے گئے

اور ـــــــ "وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ" سے مراد عمارؓ بن یاسر ہیں۔

* اِن کو بھی حق بات کہنے اور تسلیم کرنے پر سخت زدوکوب کیا گیا

* ـ ـ ـ ـ (تفسیر صافی، حاشیہ مقبول ص۱۴۸ طبع لاہور)

* بہرصورت یہ آیت لفظ بہ لفظ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ

اور آپؑ کے دوستداروں پر صادق آتی ہے۔

* اسی وجہ سے محدث دہلوی نے اس آیت کا ذکر حضرت

علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کے مآثر میں کیا ہے۔

* ـ ـ ـ ـ (ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

۶۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۲۰۰﴾

(سورۃ آلِ عمران آیت ۲۰۰)

ترجمہ: "اے ایمان والو! (دین کی راہ میں سختیوں پر) صبر کرو اور (ایک دوسرے کو) برداشت کرنے کی طرف رغبت دلاؤ، اور (اطاعتِ امامؑ پر) مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح (ونجات) حاصل کرو۔"

یہ آیت حضرت عباسؑ اور آلِ محمدؐ کے حق میں اُتری:

★ تفسیر قمی میں جناب امام علی ابن الحسینؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"یہ آیت حضرت عباسؑ عمِ رسولِ خداؐ اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آیت میں رباط یعنی متعلق رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ لوگ ہم آلِ محمدؐ سے رابطہ رکھیں اور ہم سے متمسک رہیں، اور ہماری نسل سے تو وہ ہوگا جس سے سب تعلق رکھیں، اور لوگوں کی نسل سے وہ ہوں گے جن کو (ہم سے) تعلق رکھنا چاہیئے۔

★ حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا ارشاد ہے کہ:

"اِس آیت میں "رابطو" سے آلِ محمدؐ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

...... (تفسیر صافی ص ۹۷)

٭ اگر آلِ محمدؐ سے رابطہ نہ ہو تو نجاتِ اُخروی ناممکن ہے۔ ۔۔۔ (صواعق محرقہ صـ۵۷)
٭ ۔۔۔۔ (استیعاب برحاشیہ نور الابصار صـ۱۲۸ مصر)

سُوْرَۃُ النِّسَآءِ

(پارہ ۴)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ ع (سورۃ النساء ۴ آیت ۱۳-۱۴)

ترجمہ: ”اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا، اللہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہے گا، اور یہ اُس کے لیے بڑی کامیابی ہے؛ اور جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی، اور اُس کے معیّن کیے ہوئے حدود سے تجاوز کیا، اللہ اُسے دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ دھڑا رہے گا، اور اُس کے لیے

سخت رُسوائی کا عذاب (تیار) ہے۔"

★ کتاب "مدارج النبوۃ" میں ہے کہ اس مقام پر پہلی آیت ۱۳ سے مراد امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام ہیں (جنھوں نے بہر حال خدا اور رسولِ خداؐ کی اطاعت برضا و رغبت کی۔)

اور دوسری آیت ۱۴ سے مراد خدا اور رسولِ خداؐ کے دشمنان ہیں۔ جنھوں نے خدائے بزرگ و برتر اور رسولِ خداؐ کی مخالفت کی۔ اُنھوں نے آنحضرتؐ کی مخالفت آپؐ کی زندگی میں کی یا اُن کی وفات کے بعد کی ہے۔ نہ اُنھیں آخری وصیت و ہدایت تحریر کرنے کے لیے قلم دیا نہ دوات، نہ قرطاس۔ اور اُن کی وفات کے بعد اُنؐ حضرت کی عترت کی بے قدری اور لاپرواہی کی۔ (آنحضرتؐ کی نمازِ میّت تک میں شرکت نہ کی)

اور حضرت علی علیہ السلام نے خدا و رسولِ خداؐ کی ہر حال میں اتّباع کی ہے حتیٰ کہ اُن کے ظاہر (حیاتِ طیبہ) میں اور وفات کے بعد بھی اُنھیؐ کے حکم پر عمل پیرا رہے۔ آنحضرتؐ نے وقتِ وفات فرما دیا تھا کہ "اے علیؑ! میرے بعد تم کو بڑی ناگوار اور تکلیف دہ باتیں پیش آئیں گی، تم پوری طرح اُن مصائب کے لیے آمادہ رہنا، اور کبھی کسی بھی موقع پر دل تنگ نہ ہونا، صبر کا دامن اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھامے رہنا۔ اور "چوں بہ بینی کہ مردُم دنیا اختیار کنند، باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔" (جب تم یہ دیکھو کہ لوگ دنیا پرست

ہو گئے تو تم کو چاہیئے کہ اپنی آخرت کو سنوار لو۔)

(مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۵۱۱)

۶۷۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ ٭ (سورۃ النسآء آیت ۲۹)

ترجمہ: "اور تم اپنے ہی نفسوں کو قتل نہ کر ڈالو۔ بیشک اللہ تو تمہارے لیے رحیم ہے۔"

اپنے نبیؐ کی اولاد کو قتل نہ کر ڈالو

٭ امام المفسرین اہلِ سنت، حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ:

"لَا تَقْتُلُوْا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ"

یعنی: "تم اپنے نبیؐ کے اہلِ بیتؑ کو قتل نہ کرو"

٭..... (احقاق الحق صفحہ ۱۷۲) (بحوالہ روح القرآن)

٭ ابنِ عباسؓ نے درست فرمایا ہے۔ کیونکہ ائمۂ اہلِ بیتؑ کی مثال انسانیت کے لیے ایسی ہے جیسے جسم کے لیے نفس ہے۔ یعنی اگر نفسِ انسانی ختم کر دیا جائے تو حیاتِ جسمانی لازمی ختم ہو جائے گی۔ تو گویا امام کا قتل اختتامِ انسانیت کا لزوم ہے۔ اسی لیے اس کی ممانعت فرمائی۔

(پھر اللہ کا یہ ارشاد کہ: ”بیشک اللہ تو تمھارے لیے رحیم ہے ۔۔۔“) (رواحِ القرآن ص۵)

آنحضرتؐ نے فرمایا: ”میرے اہلِ بیتؑ اہلِ زمین کے لیے امان ہیں جیسے ستارے اہلِ آسمان کے لیے“ (معلوم ہوا کہ اللہ اہلِ بیتؑ کی وجہ سے لوگوں کے لیے رحیم ہے۔)

۶۸۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ ۔۔ (سورۃ النساء آیت ۳۶)

ترجمہ: ”اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی بھی چیز کو اُس کا شریک نہ بناؤ، اور والدین کے ساتھ نیکی کرو، اور قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ (بھی نیکی کرتے رہو۔)

مسلمانوں پر علیؑ کا حق باپ جیسا ہے

★ جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور جناب ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: ”حَقُّ عَلِيٍّ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ“

یعنی: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”علیؑ کا حق اِس اُمت پر ایسا ہی ہے جیسا باپ کا حق اُس کے

بیٹے پر۔" * (ارجح المطالب باب ۳ ص ۲۸، ریاض النضرۃ باب ۳ ص ۱۷۳ مصر۔ کوکب دری ص ۹۲)

* عن عمار بن یاسر رض قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "حَقُّ عَلِیٍّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ"

یعنی: "جناب عمار بن یاسر رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا "مسلمانوں پر علیؑ کا حق ایسا ہے جیساکہ باپ کا حق بیٹے پر۔"

* ...... (الدیلمی)

* تفسیر عیاشی میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے:

"اس آیت میں روحانی والدین جناب محمد مصطفےؐ اور جناب علیؑ مرتضیٰ" مراد ہیں اور بعد وحدانیتِ خدا کے ان حضرات کے حقوق کو پہچاننا واجب ہے۔" (حاشیہ مقبول ص ۱۶۵ طبع لاہور)

۔۔۔

۶۹۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ شَھِیْدًا ؕ

(سورۃ النساء، آیت ۴۱)

ترجمہ: "پس اُس وقت کیا حالت ہوگی (انبیاءؑ کی تکذیب کرنے والوں کی) جب ہم ہر گروہ کو اُس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور تم کو اُن سب پر گواہ کر کے بلائیں گے۔"

محشر میں انبیاء کی تکذیب پر گواہی

★ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بطورِ خاص جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہر قرن (ہر زمانے) میں اُن میں سے ایک امام (یعنی نبی) ہوگا، جو اُن کے اعمال وافعال کی گواہی دے گا، اور جناب محمد مصطفےٰ ص ہم اُمت کے اعمال وافعال کی گواہی دیں گے۔ (آخر میں آنحضرتؐ اپنی اُمت کے منافقین ومنکرین وملحدین کے خلاف گواہی دیں گے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ)

★ احتجاج طبرسیؒ میں جناب امیر المومنین سے ایک حدیث اہلِ محشر کے بارے میں مذکور ہے جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ:...... قیامت کے دن ..... "تمام رسولوںؑ کو کھڑا کیا جائے گا اور اُن سے یہ دریافت کیا جائے گا کہ جن رسالتوں کا حامل بنا کر تم کو تمھاری اُمتوں کی جانب بھیجا گیا تھا، وہ تم نے پہنچادیں یا نہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ: "ہم نے پہنچادیں۔"

پھر اُن کی اُمتوں سے دریافت کیا جائے گا تو وہ انکار کریں گے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ: "فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ" یعنی:- "پس ہم ضرور بالضرور اُن لوگوں سے دریافت کریں گے جن کی طرف رسولؑ بھیجے گئے" اور ہم ضرور بالضرور رسولوںؑ سے بھی دریافت کریں گے۔"

پس وہ اُمتیں اپنے رسولوں کو جھٹلائیں گی اور کہیں گی :۔

"مَا جَآءَنَا مِنۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ" یعنی: (ہمارے پاس تو نہ کوئی خوشخبری دینے والا (رسولؐ) آیا اور نہ کوئی ڈرانے والا آیا۔"

اُس وقت رسولانِ خدا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا گواہ بنائیں گے۔ پس آنحضرتؐ اُن رسولوں کی تصدیق، اور اُن کی اُمتوں کی تکذیب کی گواہی دیں گے اور ہر اُمت سے یہ فرمائیں گے: (مائدہ آیت ۱۹ پارہ ۶)

"فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ" یعنی (تمھارے پاس یقیناً بشیر و نذیر آیا) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ (اور اللہ ہر شئے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔) یہاں پر وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ لانے کا مقصد یہ ہے کہ اُمتوں کو یہ جتلانا مقصود ہے کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تمھارے ہی اعضاء سے اِس بات کی گواہی دلوا دے کہ اِن رسولوں نے اپنی رسالت کے کام تم تک پہنچا دیے ہیں۔ اِس لیے اللہ نے اپنے رسولوں سے فرمایا: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ"

پس وہ جنابِ رسالت مآبؐ کی شہادت کو رد نہ کر سکیں گے، اِس خوف سے کہ کہیں اُن کے منھ پر مہر نہ لگا دی جائے اور اُن کے اعضاء و جوارح کو بولنے کی طاقت عطا نہ کر دی جائے۔ اِس کے بعد آنحضرتؐ اپنی اُمت کے منافقین و منکرین و ملحدین کے برخلاف شہادت دیں گے کہ کس طرح اُنھوں نے عناد برتا؟ عہدِ رسولؐ

کو کیونکر توڑا ؟ کس کس طرح سنّتِ رسولؐ کو بدلا ؟ کیسی کیسی اہلِ بیتِ رسولؐ پر زیادتیاں کیں ؟ کیونکر پچھلے پاؤں دینِ خدا سے پلٹ گئے ؟ پچھلے انبیاءؑ کی ظالم و خائن اُمّتوں کی پیروی کی ؟ اور اُن کے قدم بہ قدم چلے ۔ ؟ اس زبردست شہادت کے گذرنے پر سب گھبرا کر اقرار کریں گے کہ : رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۔ یعنی : (اے ہمارے پروردگار ! ہماری بدبختی ہم پر غالب ہوگئی اور ہم گمراہ ہوگئے ۔) (المؤمنون آیت ۱۰۶ پارہ ۱۸) ×..... (حاشیہ مقبول ص ۶۷۱ طبع لاہور)

۷۰۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (سورۃ النساء آیت ۴۸)

ترجمہ : " یقیناً اللہ اُس (جرم) کو نہیں بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے ، ہاں ، اُس کے سوا جس کو چاہے معاف کردے ۔ "

علیؑ کے شیعہ اور مُحب بخشے جائیں گے :

★ " الفقیہ " میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ : " یہ جو خدا نے فرمایا کہ ' مشرک کے سوا جسے چاہے گا بخش دیگا ' آیا گناہِ کبیرہ بھی بخش دے گا ؟ "

آپؑ نے فرمایا : " بیشک بخش دے گا ۔ خدا کو اختیار ہے جسے چاہے

بخش دے، اور جس کو چاہے نہ بخشے۔"

★ نیز کتاب "الفقیہ" میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ:

"میں نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر مومن دنیا سے اس حالت میں جائے کہ کل اہلِ زمین کے برابر اس کے ذمے گناہ ہوں، تب بھی اُس کی موت اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔
پھر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سچے دل سے کہے گا وہ شرک سے بری ہے، اور دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ کسی شے کو خدا کا شریک نہ کیا ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔
پھر آنحضرت صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ" مِنْ شِیْعَتِكَ وَ مُحِبِّیْكَ یَا عَلِیُّ"۔
یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ: مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے" تو وہ اے علیؑ! تمہارے شیعوں اور محبوں سے ہوں گے۔ جن کو خدا بخش دے گا۔
امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟

فرمایا: قسم بخدا: وہ تمہارے ہی شیعوں سے ہوں گے۔"

★ تفسیرِ عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اِس آیت کی تفسیر

میں یوں وارد ہوا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ کے یہ معنی ہیں کہ "خدا ہرگز ہرگز اُس شخص کو نہ بخشے گا جو علیؑ کی ولایت کا منکر ہوگا"۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ سے مراد و مطلب یہ ہے کہ: "جو علیؑ کے دوستدار ہیں اُن کو بخش دے گا۔"

ادنیٰ درجے کا شرک خطرناک ہے:

★ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ: "ادنیٰ درجے کے شرک کا کیا مطلب ہے۔"؟

فرمایا: "دین میں ایک بات اپنی طرف سے پیدا کرے اور اُس پر لوگوں سے دوستی اور دشمنی کرے۔"

★ "کتاب التوحید" میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے: آپؑ نے فرمایا کہ "قرآن مجید کی یہ آیت مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔"

★ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَكَ وَلِذُرِّیَّتِكَ وَلِوُلْدِكَ وَلِاَھْلِكَ وَلِشِیْعَتِكَ فَاَبْشِرْ وَاِنَّكَ لَاتَنْزَعُ الْبَاطِنُ"

یعنی: جناب نبیِؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے علیؑ! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم کو، اور تمہارے فرزندوں کو، اور تمہارے اہلِ بیت و ذرّیت کو اور تمہارے شیعوں کو بخش دیا ہے۔ پس تم خوش ہو جاؤ اور

اِس میں تو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تمہارا باطن تاریک نہیں ہے۔" ★ (کوکب دُرّی باب۳ منقبت ص۱۹۱ جالندھر)

۱۷۔ "اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" (سورۃ النساء آیت ۵۴)

ترجمہ: "کیا وہ لوگوں سے اُس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا فرمایا۔"

★ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں وہ لوگ جن سے حسد کیا جارہا ہے ہم اہلِ بیتؑ ہیں: "واللہ نحن اھل البیت ھم النّاس" خدا کی قسم اس آیت میں لفظ "النّاس" سے مراد ہم اہلِ بیتؑ ہیں۔" (بروایت: ابن مغازلی۔ ابن حجر۔ قندوزی)

(بحوالہ صواعق محرقہ ص۹۱، ینابیع المودّۃ ص۹۹، ارجح المطالب ص۷۶۔)

۱۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

(سورۃ۴ النساء آیت ۵۹)

ترجمہ: "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اُن کی (اطاعت کرو) جو تم

ہیں صاحبانِ امر ہوں، پس اگر تم میں کسی بات پر آپس میں تنازعہ ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو، اگر تم (واقعی) اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان و یقین رکھتے ہو، یہی بہترین تاویل (عمدہ طریقۂ کار) ہے۔"

آیت میں "اولی الامر" سے مراد ائمۂ اہلِ بیت ہیں

★ اِس آیت میں "اولی الامر" کی اطاعت کو فرض قرار دیا گیا ہے ۔۔۔ اور

★ "قاضی بیضاوی" نے اپنی تفسیر میں "اولی الامر" سے مراد بادشاہانِ وقت لیا ہے۔

★ علامہ فخر الدین رازی نے "بیضاوی" کی رد میں لکھا ہے کہ:۔

" قاضی کا یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ بادشاہان اکثر ظالم ہوتے ہیں"۔ اور ظالم کی اطاعت عقلاً ممنوع ہے۔ اگر یہی مان لیا جائے تو فیصلۂ عقل، اور فیصلۂ قرآن میں تصادم و تضاد ہوگا، جو باطل ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ:

"اولی الامر" ظالم بادشاہ نہیں ہو سکتے، بلکہ "اولی الامر" کو معصوم ہونا ضروری ہے۔"

...... (تفسیر کبیر۔ بحوالہ روح القرآن)

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اَنَا وَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَ تِسْعَۃٌ مِنْ وُّلْدِ الْحُسَیْنِ مَعْصُوْمُوْنَ مُطَهَّرُوْنَ "

یعنی: "میںؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور

حسینؑ کی اولاد میں سے نو (امامؑ) معصوم اور مطہر ہیں۔"

* ..... (مودۃ القربیٰ، مناقب، خطیب بغدادی، ینابیع المودۃ ص۹۶)

★ کتاب "مناقب" میں حسن بن صالح سے روایت ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کیا کہ "اولی الامر" سے ائمۂ آلِ محمدؐ ہیں۔ کَانَ عَلِیٌّ وَاللّٰہِ مِنْہُمْ خدا کی قسم اُن میں علیؑ بھی ہیں۔ * (ارجح المطالب ص۸۳)

★ آنحضرتؐ سے بوضاحت فرمادیا کہ "اُن میں علیؑ اور میرے وہ اوصیا بھی ہیں جو قیامت تک ہوتے رہیں گے پھر ارشاد فرمایا: "میرے بھائی وصی، وارث اور مومنین کے ولی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ، پھر میرے فرزند حسنؑ، پھر میرے فرزند حسینؑ، پھر حسینؑ کی نسل سے نو۹ امام ہیں، قرآن اُن کے ساتھ رہے گا اور یہ سب کے سب قرآن کے ساتھ رہیں گے یہاں تک حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔

* ..... (ینابیع المودۃ ص۹۲، باب ۳۸ و ص۲۹۴)

۷۳۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹)

ترجمہ: "اور جو لوگ اللہ اور رسول اللہؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہی تو اُن لوگوں کے ساتھی ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے

وہ انبیاء میں سے اور صدّیقین میں سے، اور شہداء اور صالحین میں سے ہیں اور وہ کتنے اچھّے ساتھی ہوں گے۔"

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم میرے رفیق ہو:

★ فریقین کے علماء کا اِس بات پر اتّفاق ہے کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابیطالب علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

★ علّامہ عبیداللہ امرتسری اور علّامہ محسن فیض لکھتے ہیں کہ:۔

" ابنِ عباسؓ اس آیت مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ ....الخ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام نے آنحضرتؐ سے عرض کی: "یا رسول اللہؐ! یہ ہوسکتا ہے کہ ہم جنّت میں بھی آپؐ کی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح دنیا میں مشرف ہوتے رہتے ہیں۔"؟

جناب نبیِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "ہر ایک نبیؑ کے لیے اُس کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اُس نبی کی اُمّت میں سب سے پہلے اُس پر ایمان لایا ہے "پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ نزولِ آیت کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلا کر ارشاد فرمایا: "خداوندِ عالم نے تمہارے سوال کا جواب دے دیا اور تمھیں میرا رفیق بنا دیا، کیونکہ تم نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا (اور میری تصدیق کی) اور اے علیؑ! تم ہی _______ صدّیقِ اکبر ہو۔"

★ ..... (ارجح المطالب صـ۲۰، تفسیر صافی صـ۱۰۹)

۴۷۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ﴿۱۵۹﴾ ....(پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۵۹)

ترجمہ: "اور اہلِ کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا جو اُن کی (عیسیٰؑ کی) موت سے قبل اُن پر ایمان نہ لے آئے گا، اور قیامت کے دن وہ اُن (لوگوں) پر گواہ ہوں گے۔"

یہ آیت مخصوص اولادِ فاطمہؑ کیلئے اُتری

★ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالے سے روایت کی، کہ: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِس آیت کے معنی دریافت کیے گئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"یہ آیت مخصوص ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ: اولادِ فاطمہ زہراؑ میں سے کوئی شخص نہ مرے گا جب تک کہ امامِ وقت اور اُس کی امامت کا اقرار نہ کرے گا۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کے دوسرے بیٹے حضرت یوسفؑ کی بزرگی کے مُقر ہو گئے تھے:

یعنی: "تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا" (سورۂ یوسف ۱۲ آیت ۹۱)

(خدا کی قسم! آپؑ کو خدا نے ہم پر بزرگی عطا فرمائی ہے)

*..... (حاشیہ مقبول ص۲۰۴ ۲۰۵ طبع لاہور)

* تفسیر قمی میں شہر ابن آشوب سے منقول ہے کہ: مجھ سے آیت کی تاویل حجاج بن یوسف نے دریافت کی تو کہا:

" حضرت عیسیٰؑ قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے اُس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی دنیا میں ایسا باقی نہ رہے گا جو اُن حضرتؑ کی موت سے قبل اُن پر ایمان نہ لائے۔ اور وہ حضرتؑ خود حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔"

حجاج بولا: وائے ہو تم پر، یہ تاویل تم نے کہاں سے پیدا کرلی؟ میں نے کہا: "یہ بات مجھ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالے سے بیان فرمائی ہے۔" حجاج بولا: "یہ گوہر تم ایسے چشمہ سے نکال کر لائے ہو جس میں میل کچیل کا شائبہ تک نہیں۔ *.... (ملخص از تفسیر قمی)

۷۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾

(پارہ ۶ ۔ سورۃ النسآء آیت ۱۷۴ - ۱۷۵)

ترجمہ: "اے لوگو! بیشک تمہارے پروردگار کے پاس سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور ہم نے تم پر کھلا ہوا نور نازل کیا ہے پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُس کی پناہ کے طالب ہوئے تو بہت جلد وہ اُن کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کریگا اور انھیں اپنی حضوری کا سیدھا راستہ دکھادے گا۔

آیت میں نور سے مراد علیؑ ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالے سے فرمایا کہ: "اس آیت میں "بُرہان" سے مراد جنابِ رسولِ خداؐ ہیں، اور "نور" سے مراد حضرت علی مرتضیٰؑ اور "صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا" سے مراد بھی حضرت علیؑ ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی)

★ تفسیر قمی میں ہے کہ "نور" سے مراد امامت امیر المومنینؑ اور "اعتصام" سے مراد اُن حضرت کی ولایت اور اُن کے بعد ائمہ اہلِ بیتؑ سے متمسک ہونا ہے۔ (حاشیہ مقبول صفحہ ۲۰۸)

۷۶۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ"

(سورۃ المآئدۃ آیت ۱)

ترجمہ: "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو (اپنے) عہد پورے کرو۔"

آنحضرتؐ نے دس بار عہدِ خلافت لیا :

★ تفسیر قمیؒ میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ :

"جناب رسولِ خداؐ نے اپنے اصحاب سے دس موقعوں پر حضرت علی مرتضیٰؑ کی خلافت کا عہد لیا۔ اُس کے بعد خداوندِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی "اے ایمان والو! (علیؑ کے بارے میں اپنے) عُقود کو پورا کرو۔"

★..... (حاشیہ مقبول صـ۲۲۶ الطبع لاہور)

۷۷۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑨ (سورۃ المائدۃ آیت ۹)

ترجمہ: "اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالح بجالائے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن کے لیے مغفرت اور عظیم اجر و ثواب (تیار) ہے۔

روزِ قیامت نورانی علم ہوگا :

آنحضرتؐ نے فرمایا: "یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ قیامت کے دن ایک نور کا عَلَم ہوگا جو علیؑ کے ہاتھ میں دیا جائیگا اور علیؑ والے اُس کے زیرِ سایہ داخلِ جنت ہوں گے۔"

★..... (احقاق الحق صـ۱۷۲، شواہد التنزیل حاکم حسکانی)

۷۸۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا

اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ (پارہ ٦ سورۃ المائدہ آیت ٣٥)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (اُس سے تقرّب حاصل کرنے کے لیے) وسیلہ تلاش کرو۔"

امامؑ معصوم تقرّبِ خدا کا وسیلہ ہیں:

★ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ:۔
"خدا سے بذریعہ امامؑ تقرّب حاصل کرو۔"

★ "عیون الاخبار الرضاؑ" میں ہے کہ: "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ: "ائمہ اولادِ حسینؑ میں سے جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی، اور جس نے اُن کی نافرمانی کی، اُس نے خدا کی نافرمانی کی، وہ دین کی مضبوط رسّی اور خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔"

٭ ..... (حاشیہ مقبول ص ٢٣٤ طبع لاہور)

★ جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے حسنؑ و حسینؑ کو دوست رکھا، اُس کو میں نے دوست رکھا، اور جس کو میں نے دوست رکھا، اُس کو اللہ نے دوست رکھا، جس نے دشمنی کی اِن دونوں سے، اُس نے مجھ سے دشمنی کی، اور جس نے مجھ سے دشمنی کی، اُس نے اللہ سے دشمنی باندھ لی۔"

٭ (طبرانی۔ ارجح المطالب باب ٣ ص ۳۵۱)

۷۹- وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ (پارہ ۶ - سورۃ المائدہ آیت ۷)

ترجمہ: "اور تم اپنے اوپر اللہ کے احسان کا ذکر کرتے رہو اور اُس عہد کا بھی، جو اُس نے تم سے پکا کر لیا، جس وقت تم نے کہا تھا کہ ہم نے سُنا اور تابعداری (قبول) کی، اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں سے بخوبی واقف ہے۔"

اِس پکّے عہد سے مراد حجّۃ الوداع پر عہد ہے:

★ تفسیر "مجمع البیان" میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اِس آیت میں "میثاق" سے مراد وہ عہد ہے جو جناب رسولِ خداؐ نے "حجّۃ الوداع" میں حرام چیزوں کے حرام کرنے کے بارے میں، طہارت کی کیفیت اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام و نیز دیگر ائمۂ طاہرینؑ کی ولایت کے فرض ہونے کے بارے میں لیا تھا۔"

★ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ: جس وقت جناب رسولِ خداؐ نے ولایتِ ائمۂ طاہرینؑ کے بارے میں عہد لیا تو سب نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا. یعنی "ہم نے سنا اور اطاعت قبول کی"۔ ــــ لیکن بعد وفاتِ رسولِ خداؐ سب نے عہد توڑ دیا۔

★..... (حاشیہ مقبول صفحہ ۲۱۴ طبع لاہور)

۸۰ - يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۴)

ترجمہ: "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم میں سے جو کوئی بھی اپنے دین سے پھر جائے گا تو (خدا کا کچھ نقصان نہیں) خدا عنقریب ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اُس کو دوست رکھتے ہیں، وہ مومنوں کے ساتھ منکسر المزاج (رحمدل) ہوں گے، کافروں کے لیے تُند مزاج (سخت)، راہِ خدا میں جہاد کرنے والے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والے ہوں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔"

اِس آیت میں اوصافِ امیر المومنینؑ بیان ہوئے ہیں:

"تفسیر مجمع البیان" میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ: جن لوگوں کے اوصاف اِس آیت میں بیان کیے گئے ہیں وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب ہیں جس وقت کہ آپؑ نے ناکثین و قاسطین و مارقین سے جہاد فرمایا تھا۔ اس کی تائید و پیش گوئی آنحضرتؐ کی اُس حدیث سے ہوتی ہے جو آنحضرتؐ نے فتحِ خیبر سے ایک دن پہلے اُس وقت فرمائی تھی جبکہ اسلامی لشکر کا علمدار دوسری مرتبہ بھی ناکام واپس آگیا تھا" تب آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ لَا یَرْجِعُ حَتّٰی یَفْتَحَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ۔"

یعنی: "کل میں ضرور بالضرور علم ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا، اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہوں گے، وہ بڑھ بڑھ حملہ کرنے والا ہوگا بھگوڑا نہ ہوگا" اور اللہ جب تک اُس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ دے گا" وہ پلٹ کر نہ آئے گا۔"

★ تفسیر معدن الجواہر جلد ۲ میں عالمِ اہلِ سنّت ولی اللہ فرنگی محلی نے فرمایا کہ "یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔" امام فخر الدین رازی نے بھی اسی کا اقرار کیا ہے

اور علامہ ثعلبی نے صاف کہدیا کہ "وہ محبوبِ خدا حضرت علیؑ ہیں۔

★ حضرت امام صادقِ آلِ محمدؐ نے فرمایا: ایمان لانے کے بعد مرتد ہونے والے وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا: "بِقَوْمٍ" سے مراد قائم آلِ محمدؐ ہیں جو ہر ظالم کی سرکوبی کریں گے۔ (صافی ص ۱۳۰)

۸۱۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ (سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: "(بیشک) تمھارا سرپرست بس اللہ ہے، اور اُس کا رسولؐ ہے، اور وہ صاحبانِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

حالتِ رکوع میں حضرت علیؑ نے زکوٰۃ دی :

★ فریقین کے علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شانِ نزول یہ ہے کہ: مسجدِ نبویؐ میں نماز ہو رہی تھی، ایک سائل مسجد میں داخل ہوا اور اُس نے صدا لگائی (کہ ہے کوئی راہِ خدا میں دینے والا؟) مگر سب محوِ نماز تھے کسی نے توجّہ نہ دی۔ اُس نے دوسری صدا دی کہ: خدایا! تو گواہ رہنا کہ میں تیرے در سے محروم

واپس جا رہا ہوں۔ یہ صدا سنتے ہی حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ نے اپنا داہنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا جس کی چھوٹی انگلی میں ایک انگوٹھی تھی، سائل نے ہاتھ اپنی طرف بڑھا ہوا دیکھا تو آگے بڑھا اور انگلی سے انگوٹھی اتار لی۔ اور وہاں سے چلتا بنا۔ بروایتے اس انگوٹھی کی قیمت ملکِ سلیمان سے کم نہ تھی۔) آنحضرتؐ کو جب اطلاع ملی تو آپؐ نے خوشی میں تکبیر بلند کی، معاً یہ آیت نازل ہوئی۔ (

*...... (تفسیر ثعلبی، کشاف، جامع الاصول وغیرہ)

★ جناب ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ: میں ایک روز جناب رسالت مآبؐ کے ساتھ مسجد میں نمازِ ظہر پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ کسی نے اُسے کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگا: اے خدا! گواہ رہنا کہ میں نے تیرے رسولؐ کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔

یہ صدا سن کر حضرت علیؑ نے جو رکوع کی حالت میں تھے، اپنے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا، اُس میں انگوٹھی تھی۔ سائل نے بڑھ کر انگوٹھی اُتار لی۔ یہ ماجرا دیکھ کر آنحضرتؐ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: "اے میرے پروردگار! میرے بھائی موسیٰؑ نے تجھ سے دعا مانگی تھی کہ:

"قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ (سورۃ طٰہٰ آیات ۲۵ تا ۳۲)

یعنی: "موسیٰؑ نے عرض کی: میرے پروردگار! میرا سینہ کشادہ کردے، اور میرے کام

کو آسان بنادے، اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے، تاکہ لوگ میرے کلام کو سمجھ سکیں، اور میرے لیے میرے اہل (خاندان) سے ایک وزیر قرار دے، میرے بھائی ہارونؑ کو (بنادے)، اُس سے میری پشت مضبوط کردے، اور اُسے میرا شریک (کارِ رسالت) قرار دے۔"

پس اے میرے معبود! تونے اپنا فرمان موسیٰؑ پر نازل فرمایا کہ: "ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کر دیں گے اور تم دونوں کو غالب بنا دیں گے۔"......

پس اے میرے معبود! میں محمدؐ ہوں اور تیرا برگزیدہ نبی ہوں، اس لیے میں بھی تجھ وہی دعا مانگتا ہوں جو موسیٰؑ اخی نے مانگی تھی کہ:

"تو میرے سینے کو کشادہ فرمادے، میرے کارِ رسالت کو میرے لیے آسان بنادے، اور میرے اہلِ بیتؑ میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنادے اور اُس کی وجہ سے میری پُشت کو مضبوط بنادے"

ابوذر رضؓ کہتے ہیں کہ ابھی یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ یہ آیت: "اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ..... الخ نازل ہوئی۔ آیتِ مذکورہ نے وزارت اور ولایتِ علیؑ کی سند دے دی۔"

؎ "وصی اب بھی جو نہ سمجھے تو پھر اُس کو خدا سمجھے۔"

بحوالہ: (تفسیر ثعلبی، اسباب نزول، تفسیر کشّاف، جامع الاصول، سنن نسائی، مناقب خوارزمی، تذکرۃ الخواص الامۃ، ارجح المطالب ص۸۰)
* ریاض النضرۃ۔ ابن جوزی،

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

★ جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے، پس وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

★ جو شخص خدا سے کلام کرنا چاہے، وہ قرآن کو پڑھے۔

★ جو شخص علم کا ایک باب سیکھے اگرچہ ایک حدیث ہی ہو، تو خداوندِ عالم اُس کے لیے ستر انبیاءؑ کا ثواب لکھتا ہے۔

(از "حدیثِ قدسی" مترجمہ مولنا سید شاہ نواز صاحب قبلہ) ..... ؒ

۸۲۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾

(پارہ ۶، سورۃ المائدۃ۔ آیت ۶۷)

ترجمہ: "اے رسول! تم اُس حکم کو (لوگوں تک) پہنچادو، جو تم پر تمہارے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوا۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اُس کی رسالت کا کام نہ پہنچایا۔ (تم لوگوں سے نہ ڈرو) اور اللہ تم کو لوگوں کے

شر، سے محفوظ رکھے گا۔ بیشک اللہ قومِ کفّار کی ہدایت نہیں کرتا۔"

خلافتِ علیؑ کا اعلان عام لوگوں میں کردو

★ یہ وہ معرکۃ الآراء حکمِ خداوندی ہے جس پر حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام کی خلافت کی بنیاد اُستوار ہوتی ہے۔

خداوندِ عالم نے اپنے رسولؐ کے ذریعے سے مختلف موقعوں پر خلافتِ علیؑ کا اعلان کرایا۔ مثلاً دعوتِ ذوالعشیرہ کے موقع پر، جنگِ تبوک کے محل پر، نزولِ آیتِ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ... الخ کے ساتھ خلافت کو مستقر کرنے کے بعد اپنے رسولؐ کے آخری حج سے واپسی کے موقع پر سختی سے اِس امرِ خاص کا حکم دیا کہ اِس موقع ہر علاقے کے مسلمان موجود ہیں سب کو جمع کر کے خلافتِ علیؑ کا مجمعِ عام میں اعلان کردو۔

چنانچہ آنحضرتؐ نے غدیرِ خُم کے میدان میں ایک لاکھ سے زیادہ حُجّاج کے مجمع میں فرمایا: "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ"

(جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں)

★ علماء نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی اعلانِ خلافت سے متعلق ہے۔ اور بعض علمائے اہلِ سنّت نے تو آیت میں: "اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُومِنِیْن" تک کی وضاحت کی ہے۔

چنانچہ ابنِ ابی حاتم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت غدیرِ خُم میں حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اِسی وجہ سے ابنِ مردویہ نے ابنِ مسعود سے روایت کی ہے کہ "ہم لوگ رسول اللہؐ کے زمانے میں اس آیت کو اِن الفاظ کے ساتھ پڑھتے تھے:

"یَاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ..... الخ

★..... (تفسیر دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ طبع مصر)

★ اعلانِ خلافت کا واقعہ مختصراً!:

حج آخر سے واپسی پر غدیر خم کے موقع پر جو نواحِ شہر جحفہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ رسولِ کریمؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے نزول کے فوراً بعد پالانِ اشتر کا ایک منبر بنانے کا حکم دیا اور جناب بلالؓ کو حکم دیا کہ اُن لوگوں کو بلائیں جو آگے بڑھ گئے ہیں اور آنے والوں کا انتظار کریں۔

جناب بلالؓ نے "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَل" کی اذان کہی، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کے چہیتے مؤذن کی اس آواز کو ہر شخص تک پہنچا دیا، اور جانے والے لوگ یہ بلالیؓ آواز سن کر والہانہ انداز میں جمع ہوگئے۔

آنحضرتؐ منبرِ پالان پر تشریف لے گئے، اور ایک نہایت طویل خطبہ ارشاد فرمایا، اور لوگوں سے اقرار لیا "اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

(کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ تصرف نہیں رکھتا؟) سب نے کہا: بلیٰ ہاں۔ بیشک آپؐ مالک ہیں۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر انھیں اُٹھالیا، اور اتنا بلند کیا کہ حضرت علیؑ کے پاؤں حضورؐ کے گھٹنوں تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا:

"جس کا میں مولیٰ ہوں، اُس کے یہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ بھی مولیٰ ہیں۔ اور یہی علیؑ، میرا بھائی، میرا وصی ہے۔ اِن کا ولی ہونا اللہ کی طرف سے ہے جس کی وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ اے لوگو! یہ علیؑ اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم ہیں، سب ثقلِ اصغر ہیں، اور قرآن ثقلِ اکبر ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کے حالات کی خبر دینے والا ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے سے اُس وقت تک جُدا نہ ہوں گے جب تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں۔ یہ اللہ کی طرف سے اُس کی مخلوقات پر امین اور حاکم ہیں۔

اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ یہ سب کچھ اللہ نے فرمایا ہے جو میں نے تم لوگوں تک پہنچادیا، میرے اِس بھائی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے سوا ——— ——— کوئی بھی ——— امیرالمؤمنین نہ ہوگا، اور ——— اُس ——— میرے بعد اُمارتِ مومنین اِس کے علاوہ کسی کو حلال اور جائز نہ ہوگی۔

پھر آپؐ نے فرمایا: "تم لوگ صاف لفظوں میں کہو اور اقرار کرو کہ:

"ہم اپنے دلوں، اپنی جانوں، اپنی زبانوں، اپنے ہاتھوں سے اِن اُمور پر آپؐ کی

بیعت کرتے ہیں، ہم اسی پر زندہ رہیں گے، اسی پر مریں گے، اسی پر اٹھائے جائیں گے، نہ اس میں تغیر کریں گے، نہ تبدّل کریں گے، نہ شک کریں گے، نہ شُبہ کریں گے، نہ اپنے عہد سے پھریں گے، نہ پیمان کو توڑیں گے، اور اطاعت کریں گے اللہ کی، اور آپؐ کی، اور علیؑ کی، جو امیر المومنین ہیں، اور ان کی اولاد سے جو ائمۂ معصومینؑ ہوں گے، اُن کی اطاعت کریں گے، جو اِن کے صلب سے حسنؑ و حسینؑ کے بعد پیدا ہوں گے۔ اور یہ دونوں (حسنؑ و حسینؑ) جوانانِ جنّت کے سردار ہیں، دونوں امام ہیں، اپنے پدرِ بزرگوار علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے بعد، اور میں علیؑ سے پہلے ان کا باپ ہوں۔

اے لوگو! علیؑ کو "امیر المومنین" کہہ کر سلام کرو۔ اور بیعت کرو۔ اور جو لوگ علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کریں گے، ان کی بیعت کریں، ان سے دوستی رکھیں گے، وہی لوگ جنّت میں جانے اور بلند مقام پر فائز ہونے میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

اے اللہ! مومنین کو بخشدے اور کافروں پر شدید ترین عذاب نازل فرما۔ والحمد للہ رب العالمین

(ملخص از نقشِ خلافت خطبۂ غدیر) ----*

* تفسیر درِ منثور اور دیگر مندرجہ ذیل محولہ کتب میں یہ جملے تحریر ہیں کہ:

"پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کو قریب بلاکر اُن کے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑکر اتنا بلند کیا کہ آپؐ کے زیرِ بغل سفیدی ظاہر ہوگئی، پھر فرمایا:

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ۔

یعنی: "جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ! تو دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اُس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے، اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے، اور ذلیل کر اُس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے۔"

اِس کے بعد آپؐ نے علیؑ کو ایک خیمہ میں مبارکبادی لینے کے لیے بٹھا دیا اور سب لوگوں نے مبارکبادی کا فریضہ ادا کیا۔ اور حضرت عمر نے کہا:

"بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ لَقَدْ اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَۃٍ"۔ یعنی: "مبارک ہو مبارک ہو اے علی ابن ابی طالبؑ کہ تم میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولیٰ قرار دیے گئے۔"

★..... (دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۲۹۸ طبع مصر۔ اسباب النزول، نودی، کفایت الطالب، روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۱۵، ثعلبی، ارجح المطالب ص ۹۶، ینابیع المودۃ ص ۹۸، تفسیر صافی ص ۱۳۲، مجمع البحرین ص ۲۲۷، ابونعیم، تفسیر کبیر رازی، تفسیر نیشاپوری، حلیۃ الاولیاء، عینی شرح بخاری بحوالہ العالمین ص ۱۰) .....★

★..... (بحوالہ روح القرآن)

خلافتِ امیر المومنینؑ کا لطیف عینی شاہد:

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا:

"جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عظیم خطبہ سے فراغت حاصل

فرما چکے تو لوگوں نے دیکھا کہ اُس جگہ ایک شخص موجود ہے جو نہایت حسین و جمیل ہے، اور بڑا پیارا لگ رہا تھا، اُس کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی، اُس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ــــ

"خدا کی قسم! میں نے محمدؐ کو آج سے پہلے کبھی اِس شدت سے اپنے ابنِ عم کے لیے لوگوں کو تاکید کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آج میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ انھوں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی خلافت کے لیے ایسی مضبوط گرہ باندھ دی ہے، جسے ایسے ــــ کافر ــــ کے ــــ سوا، جو اللہ و رسول اللہؐ کا ــــ خاص ــــ کافر ہو ــــ اور کوئی ــــ نہ کھولے گا (نہ ــــ توڑے گا) ــــ اُس پر ــــ کبھی ــــ ختم ــــ نہ ــــ ہونے والی ــــ لعنت ہو جو اُسے کھولے۔"

جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو عمر بن خطاب اُس کی طرف متوجہ تھے اور اُس کی ہیئتِ کذائی کو بغور دیکھ رہے تھے، حضورؐ سے بولے: "یہ شخص یہ یہ کہہ رہا ہے۔" آپؐ نے فرمایا: اے عمر! تم پہچانتے ہو، یہ کون ہے؟ عرض کیا "نہیں"۔ فرمایا: "یہ روح الامین" جبرئیلؑ تھے۔ اے عمر! تم اِس گرہ کو کھولنے سے بچتے رہنا۔" (احتجاج طبرسیؒ جلد ۱ ص۷۱ طبع عراق ۱۹۶۶ء)

* (تفسیر صافی ص۱۳۲ طبع ایران ۱۲۸۶ھ، بحار الانوار علامہ مجلسیؒ)
(* بحوالہ نفی خلافت)

۸۳۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ

رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۳)

ترجمہ "آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کردیا، اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی، اور میں نے تمھارے لیے دینِ اسلام کو پسند کرلیا۔

اعلانِ خلافت کے بعد دین کامل ہوگیا

★ جنابِ رسولِ خداؐ آخری حج ادا کرنے کے بعد مدینہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ بمقامِ "غدیرِ خم" یہ آیت: "یَاۤ اَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ... ...الخ نازل ہوئی۔ چنانچہ آپؐ نے بحکمِ خدا خلافتِ علیؑ کا اعلان فرمایا:

"مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوۡلَاہُ" کہا:

(جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں)

یعنی حضرت علیؑ کو اپنا جانشین مقرّر فرمایا۔ سب حاضرین نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی۔ (اور سب نے بیعت کی)۔

ابھی آنحضرتؐ وہاں سے روانہ نہ ہونے پائے تھے کہ یہ آیت: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

نازل ہوئی۔

آج ۱۸ ذی الحجہ مقامِ "غدیرِ خم" دینِ اسلام کامل، خدا کی یہ نعمت (خلافت علیؑ) پوری و مکمل، اور خدا کی نظر میں دینِ اسلام پسندیدہ دین قرار پاگیا، تو خدا نے تکمیلِ دین کی سند دیدی۔

★...... (درِ منثور جلد ۱ صـ ۲۰۹، تفسیر ثعلبی، ارجح مطالب صـ ۶۸)

★ حضرت عمر نے کہا کہ: ہمیں اِس آیت کی شانِ نزول اچھی طرح یاد ہے۔

★...... (مشکوٰۃ جلد ۲ صـ ۱۰۸)

★ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ: اُس دن کے لیے حضرت عمر نے فرمایا: "الحمد للہ الذی جعلہ عیداً: خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اُس دن کو عید کا دن قرار دیا۔ ★ (درِ منثور صـ ۲۵۸ طبع مصر)

جنابِ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

★ "خدایا! جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ،

______ جو علیؑ کا دشمن ہو، تو اُسے دشمن رکھ،

______ جو علیؑ کی فضیلت کا منکر ہو اُس پر لعنت کر،

______ جو علیؑ کے حق کا انکار کرے اُس پر غضب نازل کر۔

میرے پالنے والے! تو نے حکم نازل کرکے بتادیا کہ ولایت و امامت

تیرے ولی علیؑ کے لیے ہے۔ پھر جب میں نے اسے واضح طور پر بیان کردیا، پس تو نے دین کے کامل کرنے کا اعلان کردیا ـــــ اور ـــــ تو نے اپنی نعمت کو پوری کرنے کو واضح کردیا۔ اور ـــــ تو نے دینِ اسلام کو لوگوں کے لیے پسند کرلیا'

پھر تو نے ارشاد فرمایا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

یعنی: "اور جو بھی اسلام کے دین کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا تو اُسے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا و خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" (پارہ ۳ آلِ عمران آیت ۸۵)

اے اللہ! میں تجھے اِس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تیرا حکم اُمّت کو اچھی طرح پہنچا دیا۔ ـــــ اے لوگو! اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کو علیؑ کی امامت (کے صدقے میں) کامل کیا ہے پس جو بھی اُن کو امام نہ مانے گا، اور اُن کے بعد قیامت تک میری اولاد سے جو علیؑ کے صلب سے ہوگی، اور اُن کے قائم مقام ہوگی، اُن کو امام نہ مانے گا، تو جب وہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہوگا، جن کے سب اعمال ضائع و برباد ہوں گے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والا ہوگا، اُس سے کبھی عذاب کم نہ ہوگا، اور نہ اُس کو کسی قسم کی مہلت دی جائے گی...... الخ"

* ..... (ملخص) ماخوذ از کتاب "نصِ خلافت" جناب نجم الحسن کراروی)

تمام اور کمال میں فرق :

تمامیت کسی چیز کی ذاتی اجزاء کے اعتبار سے ہوتی ہے، اور "کمال" خارجی صفت کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔

مثلاً: جسمِ انسانی میں تمام اجزاءِ بدن کا پایا جانا "تمامیت" کہلائے گا، اور بدن کی تمامیت کے بعد بدن میں روح کا داخل ہونا "کمال" کہلائے گا۔ (کیونکہ "روح" ایک خارجی صفت ہے، جسم کا جزو نہیں۔)

اسی طرح ہر عضوِ بدن میں اس کے ضروری اجزاء اور مواد کا موجود ہونا "تمامیت" کہلایا جائے گا، اور اُس میں جوہرِ روح کا ہونا "کمال" کہلایا جائے گا۔

اِس تمہید کے بعد یہ بات خود بہ خود سمجھ میں آجائے گی کہ "ولایتِ علیؑ" کو باقی فرائض واحکامِ اسلامیہ سے کیا نسبت ہے ؟

اعلانِ ولایت کے بعد خداوندِ عالم نے دینِ اسلام کو "کمال" ہونے کی سند دے دی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اعلانِ رسالت سے لیکر اعلانِ ولایت تک کے ۲۳ سالہ دور میں علمِ خداوندی کے اعتبار سے اسلامی ڈھانچہ میں وقتی مناسبت اور مصلحت کے مطابق فرائض واحکام کی بحثیت اجزاءِ ضروریہ کے آمد ہوتی رہی، اور غیر ضروری اور مُضر مواد کا قلع قمع کیا جاتا رہا۔ اور ہر دور میں جناب رسالت مآبؐ کی سرپرستی اسلامی جسم کی روحِ رواں تھی، لہٰذا ہر دور میں اسلام وقتی طور پر کامل تھا، لیکن، اب جبکہ جسمِ اسلام میں

تمام اجزاءِ ضروریہ موجود ہوگئیں، اور بڑھاؤ دیا اضافہ ختم ہوگیا، اور عنقریب ہی سایۂ رسالت مآبؐ بھی سر سے اُٹھنے والا تھا، تو ضروری تھا کہ اس کو جوہرِ روح ایسا عطا کیا جائے جو اسلام کو تا قیامت زندہ رکھے۔ وہ جوہر "ولایت" ہے نبوت کی حد ختم ہوگئی اور "ولایت" کی حد قیامت تک ہے اور اسلام کی حد بھی قیامت تک ہے۔ **(ولایتِ علیؑ کمالِ اسلام کی سند)**

خداوندِ کریم نے ولایتِ علیؑ کے بعد جس طرح اسلام کو کمال کی سند دی، اسی طرح نعمت کو تمامیّت کی سند دی۔ گویا تعلیماتِ اسلامیّہ تمام ہو چکی تھیں ان کے لیے جوہرِ روح کی ضرورت تھی تاکہ اسے کامل کہا جائے، لیکن نعماتِ خداوندی بیشمار ہیں، ان کی تعداد مقرر نہیں۔ وہ کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، پھر نا تمام کی نا تمام تھیں، اُن میں سے ایک ایسے فردِ فرید کی ضرورت تھی جس کے بعد نعمت کو "تمام" کہا جا سکے۔ **(ولایتِ علیؑ اتمامِ نعمت کی سند)**

پس اعلانِ ولایت و خلافت نے جہاں اسلام کی روحِ رواں بن کر اسے "کمال" کی سند دلوائی، وہاں نعماتِ الٰہیہ کی آخری فرد بن کر اسلام کو اتمامِ نعمت یا تمامیّت کا تمغہ عطا کیا۔

لہٰذا اہلِ اسلام کے لیے ولایتِ علیؑ کی قدر دانی دو پہلوؤں سے واجب ہے ایک تو اس لیے کہ ولایتِ علیؑ، اسلامی ڈھانچہ کے لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا اسلامی کوئی فریضہ سوجب تک ولایتِ علیؑ اُس کی روح نہ ہو وہ مُردہ کی حیثیت سے ہوگا، یعنی اسلامی عبادت بے روح ہوگی۔ جس طرح اسلام اعلانِ غدیر

کے بعد بغیر ولائے علیؑ کے ناقص و بے روح ہے۔ اسی طرح اس کا ہر حکم و فریضہ ولائے علیؑ کے بغیر مردہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو جائزہ لینا چاہیئے کہ اُس کے اسلام میں روح بھی ہے یا نہیں۔؟

دوسرے ولایتِ علیؑ کی اِس لیے بھی قدر دانی ضروری ہے کہ:

خداوندی نعمات میں سے یہ وہ نعمت ہے کہ باوجود نعماتِ الٰہیہ کے شمار میں نہ آسکنے کے اس کے اعلان نے نعمات کو "تمامیّت" کا تمغہ دلوایا۔

گویا توحید و رسالت کے اقرار کے بعد یہ نعمت تمام نعمات کی رئیس ہے، اور یہ نعمت حاصل ہوگئی تو گویا تمام نعماتِ غیر متناہیہ حاصل ہوگئیں، ـــــ اور "توحید و رسالت کے بعد تمام نعمتوں سے یہ نعمت زیادہ مستحق ہے کہ اِس کا شکر ادا کیا جائے۔ پس ہر مسلمان کے لیے شکرِ نعمت کی ادائیگی کے طور پر اور تعلیماتِ اسلامیہ، بلکہ نفسِ اسلام میں روح پیدا کرنے کی خاطر بغیرِ "ولایتِ علیؑ" کوئی چارہ ہی نہیں۔ اور جب "ولائے علیؑ" کو اسلام میں اس قدر ضروری قرار دیا گیا، اور مسلمانوں پر اس کی اہمیت کو واضح کر دیا گیا، تو کون منصف مزاج انسان ایسا ہے جو اِس سے روگردانی کرے؟ تو اَب خداوند کریم و رحیم نے بھی اِسی اسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"

"تمہارے لیے میں نے اسلام کو دینی حیثیت سے پسند کیا۔"

(تفسیر انوار النجف جلد ۵ ص ۴۰-۴۱) ..... *

حضورِ اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا :۔

" علیؑ کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے "

اعلانِ خلافتِ علیؑ پر شک کا انجام

ابو اسحاق ثعلبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ سے کسی نے پوچھا کہ: آیۃ "سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ" (سورۃ المعارج آیتؒ) کس کے حق میں نازل ہوئی ہے ؟

یہ سن کر سفیان بن عینیہ کہنے لگے کہ: تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے بھی نہیں پوچھا تھا۔ سُن! مجھ سے حضرت ابوجعفر امام محمد باقرؑ نے روایتاً اپنے آبارِ کرامؑ سے بیان فرمایا ہے کہ:

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ "غدیرِ خُم" پر پہنچے تو لوگوں کو جمع کرکے سب کے سامنے جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ: "جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں۔"

یہ ارشاد مشہور ہو گیا اور جب نعمان بن حارث فہری کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے ناقے پر سوار ہو کر جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: "اے محمدؐ! آپؐ نے ہم کو حکم دیا کہ خدائے یکتا کو معبود مانو اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپؐ اُس کے رسولِ برحق ہیں۔ ہم نے آپ کا یہ حکم مانا"

پھر حکم دیا کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھو۔ وہ بھی ہم نے قبول کیا،
پھر آپؐ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ہم نے وہ بھی مان لیا،
پھر آپؐ نے حج کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے وہ بھی تسلیم کیا،
پھر ان تمام باتوں پر بھی آپؐ راضی نہ ہوئے اور اپنے ابنِ عم (علیؑ) کا بازو تھام کر (اُن کی خلافت کا اعلان کر کے) اُنھیں ہم پر فضیلت دی اور فرمایا کہ "جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں" پس یہ سب کچھ آپؐ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے"؟

فقال النبیؐ والذی لا الٰہ الّا ھو ھٰذا من عند اللہ

(قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوا ہے۔)

یہ سُن کر حارث کا بیٹا نعمانِ فہری اپنے ناقے کی طرف یہ کہتے ہوئے پلٹا کہ
"خدایا! محمدؐ جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ سچ اور حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر۔"

ابھی وہ ناقے تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ خدا نے اُس کی کھوپڑی پر اس طرح پتھر گرایا کہ وہ سر کو توڑ کر زمین پر جا گرا، اور وہ اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔

(ارجح المطالب جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ لاہور، بحوالہ نقشِ خلافت صفحہ ۲۰۷).....

واقعۂ غدیرِ خُم کے بعد کیا ہوا؟

اعلانِ خلافتِ بلافصل کے بعد تیسرے دن پیغمبرِ اسلامؐ اپنے قافلے کے ساتھ "غدیرِ خم" سے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اس قافلے میں مومن اور منافق سب تھے، اور وہ بھی تھے جنھوں نے کراہتاً دنیاداری کے طور پر حضرتِ علیؑ کو مبارک باد پیش کی تھی اور دل ہی دل میں جل بھن رہے تھے۔

وادیٔ عقبہ کی کارروائی : یہ کارروائی منافقین کی طرف سے انجام دی گئی تھی۔ اُنھوں نے چاہا کہ رسولِ خداؐ کو مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی اپنے سے ہٹا دیں چنانچہ جب آنحضرتؐ کا قافلہ غدیرِ خم سے روانہ ہوا تو راستے میں ایک گھاٹی پڑی، منافقین نے چاہا کہ حضورؐ کے ناقے کو بھڑکا دیں تاکہ اُن کا یہیں کام تمام ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سازش کی خبر جبرئیل کے ذریعہ پہلے ہی پہنچا دی تھی۔ جب آنحضرتؐ اُس گھاٹی میں پہنچے تو آسمانی بجلی چمکی اور جتنے منافقین گھاٹی میں اس کام کے لیے چھپے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے رات کے اندھیرے میں بجلی کے چمکنے سے سب کو دیکھ لیا، اور وہ یہ کام انجام دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

★ "تاریخِ خمیس جلد ۲ ص ۱۴۲ میں ہے کہ: "یقین ہے کہ اگر حذیفہؓ یمانی اور عمارؓ بن یاسر نے تحفظ نہ کیا ہوتا تو وہ منافقین، جن کے نام رسولِ خداؐ نے بعد میں حذیفہؓ یمانی کو بتا دیے تھے، رسولِ خداؐ کا کام تمام کر دیتے۔ (معارج النبوۃ رکن ۴ ص ۳۰۲)

بہر حال آنحضرتؐ کی جان بچ گئی۔ کیونکہ اس کی ذمہ داری تو اللہ تعالےٰ نے "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا) فرما کر لے لی تھی۔

قطع منازل اور طئے مراحل کے بعد علی الصباح مدینہ منورہ میں آنحضرتؐ نے نزولِ اجلال فرمایا، آفتابِ عالمتاب نے آپؐ کا شاندار استقبال کیا، اور طلوع ہوتے ہی اپنی سرخ وسفید کرنیں مسکراتے ہوئے، آپؐ پر نچھاور کیں۔

بیماری کی حالت میں حضورؐ کا خطبہ :

مدینہ پہنچ کر آپؐ بیمار ہو گئے اور آپؐ مسجد تشریف نہ لے جا سکے ۔ یہ حالت دیکھ کر بروایت حضرت عائشہؓ، کہ:

" اَمُرُوا اَبَابَکرٍ یُصَلِّیَ بِالنَّاسِ " (لوگوں نے ابوبکر کو حکم دیا کہ آپ نماز پڑھائیں)

چنانچہ اُنھوں نے نماز پڑھانا شروع کی تو اتنے میں رسولِ خداؐ کو بیماری سے قدرے افاقہ ہو گیا اور آپؐ دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے واردِ مسجد ہوئے، اور حضرت ابوبکر کے آگے بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے، کیونکہ اُن میں کھڑے ہونے کی سکت نہ تھی۔ * ... (صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۳)

پھر آپؐ نے یہ نماز پڑھانے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔

* امام اہلِ سنّت علامہ شیخ سلیمان قندوزی جو سلطانِ ترک کے پیر تھے۔ اور امام المحدثین علامہ محمد باقر مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز پڑھا کے بعد حضورؐ نے فرمایا مجھ کو منبر پر بٹھاؤ۔ لوگوں نے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر سہارا دیا اور منبر پر بٹھایا۔ آپؐ منبر کے پہلے زینے پر بیٹھے اور خدا کی حمد وثنا بجالائے اور یہ **خطبہ ارشاد فرمایا:**

اے لوگو! بلاشبہ میرے پاس وہ چیز خدا کی جانب سے آئی ہے

جس کی تم کو پابندی کرنی چاہیئے۔ بیشک میں نے تم کو راہ راست و روشن پر چھوڑا ہے اور اس کو تمہارے لیے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا میرے بعد اختلاف نہ کرنا جس طرح بنی اسرائیل نے (موسیٰؑ کے بعد ہارونؑ سے) اختلاف کیا، (اور وہ گمراہ ہو گئے)۔

اے لوگو! میں نے تم پر کوئی چیز حلال نہیں کی، مگر وہی جسے قرآن نے حلال کیا ہے، اور کوئی حرام نہیں کی، مگر وہی جس کو قرآن نے حرام کیا ہے۔

یقیناً میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، تم لوگ جب تک ان سے متمسک رہو گے اور ان سے ہاتھ نہ اٹھاؤ گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ دونوں خدا کی کتاب اور میری عترت ہیں جو میرے اہلبیت ہیں یہ دونوں تمہارے درمیان میرے خلیفہ ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ پھر وہاں میں تم سے ان دونوں کے بارے میں باز پرس کروں گا......

حضورِ اکرمؐ نے اس خطبہ میں وہی کچھ فرمایا جو پہلے، حج کے موقع پر مسجدِ خیف اور غدیرِ خم میں فرما چکے تھے۔

★ .... (ینابیع المودۃ صفحہ ۵۹ و ترجمہ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۳۱)

آنحضرتؐ کی آخری دستاویزی کوشش

بالآخر آپؐ اس نتیجے پر پہنچے کہ اعلانِ خلافت کو دستاویزی شکل

دیں۔ لہٰذا آپؐ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے، ایسے وقت میں جبکہ کثیر تعداد میں اصحاب آپ کی خدمت میں (دورانِ علالت آپؐ کی مزاج پرسی و عیادت کے لیے) حاضر تھے، ارشاد فرمایا: "اے میرے اصحاب! تم لوگ مجھے قلم، دوات، اور کاغذ لاکر دو، تاکہ میں تمھارے لیے ایک ایسا نوشتہ قلم بند کردوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ۔"

★ برادرانِ اہلِ سنّت کی مندرجہ کتب میں آنحضرتؐ کے یہ الفاظ اس طرح تحریر ہیں ملاحظہ فرمائیے:

(۱) ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ (صحیح بخاری)

یعنی: "مجھے سادہ کاغذ لا دو تاکہ میں تمھارے لیے ایک ایسا نوشتہ تیار کردوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو"۔۔۔ (صحیح بخاری)

(۲) قال النبیؐ ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہٗ

یعنی: حضورؐ نے فرمایا: "مجھے کاغذ لادو تاکہ میں تمھارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو"۔۔۔ (صحیح مسلم)

(۳) قال ادعوالی بصحیفۃٍ و دواۃٍ اکتبُ کتاباً لاتضلوا بعدہٗ ابداً۔ (طبرانی)

یعنی: آپؐ نے فرمایا: "مجھے ایک صحیفہ (ورق کاغذ) اور (قلم) دوات دیدو تاکہ میں تمھارے لیے ایسا وثیقہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو۔"

(طبرانی)

(۴) قالَ رسولُ اللہ ص أیتونی بالکتف والدوات اُکتُبُ لکم کتابًا لَن تَضِلّوا بعدہٗ ابدًا۔

یعنی: "رسولِ خدا ص نے ارشاد فرمایا: "مجھے کوئی پر کا قلم اور دوات دے دو تاکہ میں تمھارے لیے ایسی کتاب لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔" ......(مُسند احمد بن حنبل) وغیرہ وغیرہ

(بحوالہ: نصّ خلافت ص۸۷-۸۸)

آنحضرت ص کی خواہش کا حضرت عمر کی طرف سے ردِّ عمل:

آنحضرت ص کی اس آخری خواہش اور فرمائش کو پورا کرنے کے لیے چند اصحاب آگے بڑھے جن میں حضرت علیؑ، حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت مقدادؓ حضرت عمّار بن یاسرؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ شامل تھے۔

ابھی وہ قلم، دوات اور کاغذ آپؐ کی خدمت میں پیش نہ کرنے پائے تھے کہ حضرت عمر بن خطّاب اپنے اُس گروہ سمیت جو اُن کے ہمراہ تھا، درمیان کارگزاری حائل ہوئے اور کہنے لگے: "اس مرد کو چھوڑ دو، یہ بکواس کر رہا ہے۔ اور بخار کی تیزی کی وجہ سے ہذیان بک رہا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ اصحاب کا ایک گروہ بھڑک اُٹھا، اور دونوں گروہ آپس میں دست و گریباں ہو گئے اور دیر تک ہنگامہ برپا رہا۔" ازواجِ رسولؐ اور دیگر عوراتِ بنی ہاشم نے پردے سے شور مچایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ رسولؐ جو مانگیں وہ دیدو۔ اس میں جھگڑے کی کیا ضرورت ہے۔"

اِس پر حضرت عمرؓ نے کہا: "تم صواحباتِ یوسف ہو، جب مرد تندرست ہوتے ہیں تو اُن کی گردنوں پر سوار رہتی ہو اور جب بیمار پڑے ہیں تو روتی ہو۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا: اِن کو کچھ نہ کہو یہ تم سے بہتر ہیں۔ (طبرانی)

پھر آپؐ نے بڑے غصّے میں فرمایا: "قوموا عنی لاینبغی عند النبی التنازع (میرے پاس سے دور ہو جاؤ، تمھیں نہیں معلوم کہ نبیؐ کے پاس شور و غوغا، چیخ و پکار جائز نہیں۔")

قلم، دوات اور کاغذ کی روداد اہلِ سنّت کی کتب میں

مندرجہ بالا اُمور کو برادرانِ اہلِ سنّت کے بڑے بڑے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اِس مقام پر چند علماء اور کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) "امام ابو حامد محمد الغزالی" اپنی کتاب "سر العالمین" صہ ۹ طبع بمبئی میں لکھتے ہیں:۔

★ "لما مات رسول اللہ قال قبل وفاتہ ایتونی بدوات و بیاض لازیل منکم اشکال الامر واذکر لکم من المستحق لھا بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر وقیل یھذو۔"

یعنی: "جب رسول اللہؐ کی ہونے والی تھی تو آپؐ نے اپنی وفات سے قبل فرمایا: مجھے دوات اور کاغذ دے دو، تاکہ میں ایک تحریر کے ذریعے خلافت کے اِس اشکال کو دور کر دوں۔ اور تحریراً ابھی بتا دوں کہ میرے

بعد اس (خلافت) کا حقدار کون ہے۔"

یہ سن کر عمر نے کہا: اس مرد کو چھوڑ دو' یہ ہذیان بک رہا ہے۔"

★.... (امام غزالی ۔ سر العالمین ص۹ طبع بمبئی)

(۲) ★ علامہ فخرالدین رازی "صحیح بخاری" میں لکھتے ہیں:

"قال عمر ان النبیؐ علیہ الوجع وعندکم القرآن و حسبنا کتاب اللہِ"

یعنی: "عمر نے کہا: نبیؐ پر یقیناً درد کا غلبہ ہے اس لیے ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ تمہارے پاس قرآن ہے اور ہمارے لیے کتابِ خدا ہی کافی ہے۔ (تحریر کی ضرورت نہیں)

(۳) ★ فقالوا ھجر رسول اللہؐ (یعنی عمر بن خطّاب کے گروہ نے کہا کہ رسولِ خداؐ ہذیان بک رہے ہیں۔) ★ (صحیح بخاری)

(۴) "فقال عمر انّ رسول اللہِؐ قَد غَلَبَ عَلیہِ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتابَ اللہِ"۔ (صحیح مسلم)

یعنی: "(پس عمر نے کہا کہ بلاشبہ رسول اللہؐ پر درد کا غلبہ ہے (اس لیے ایسی باتیں کرتے ہیں)، اور تمہارے پاس قرآن ہے، ہمارے لیے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔") ۔ (صحیح مسلم)

(۵) "فقالوا انّ رسولُ اللہِ یھجر"۔ (مُسند احمد بن حنبل)

یعنی: (حضرت عمر اور اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ بیشک رسولؐ اللہ ہِذیان

بک رہے ہیں۔)   (مُسند احمد بن حنبل)

(۶) "فقال لہ مالہ اھجر"...الخ   (منہاج السنّۃ)

یعنی: (حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ ص کے جواب میں اُن سے کہا کہ انھیں ہذیان ہوگیا ہے۔)

(۷) "فقال اِنَّ الرجل لیھجر۔"   (جمع بین الصحیحین)

یعنی: (پس حضرت عمر نے کہا کہ یقیناً یہ مرد ہذیان بک رہا ہے)

(۸) علاّمہ عکبری، کتاب "تبیان شرح دیوانِ متنبی" میں ایک شعر کے ذیل میں "ھجر" کے معنی لکھتے ہیں:

"الھجر القبیح من الکلام والفحش وھجر اذا ھذٰی وھو مایقول المحموم عند الحمٰی ومنہ قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول اللہ ص: اِنَّ الرجل لیھجر علٰی عادۃِ العرب۔"

یعنی: "ہجر" کے معنی گندی گفتگو اور فحش بول کے ہیں۔ "ہجر" بولتے ہیں کہ جب ہذیان بکے، اور یہ اُس (اُول فوُل، بکواس) سے متعلّق ہے جو بخار کی حالت میں بکی جاتی ہے۔ مثال کے لیے حضرت عمر بن خطّاب کا وہ قول ہے جو اُنھوں نے رسول اللہ ص کے مرض کے موقع پر عادتِ عرب کے مطابق کہا تھا کہ: "یہ مرد (رسول اللہ ص) یقیناً ہذیان بک رہا ہے۔

(از علاّمہ عکبری: تبیان شرح دیوانِ متنبی)

(۹) شمس العلماء مولوی ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، حادثۂ قرطاس کا تذکرہ

کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" جن کے دل میں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی، انھوں نے ڈھینگا مشتی سے منصوبے ہی کو چٹکیوں میں اڑا دیا، اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ: "ہماری ہدایت کے لیے قرآن بس کرتا ہے، اور چونکہ اس وقت پیغمبرؐ صاحب کے حواس برجا نہیں، کاغذ، قلم دوات کا لانا کچھ ضرور نہیں۔ خدا جانے کیا کا کیا لکھوا دیں۔"

*...... (اُمّہات الاُمّہ۔ ا صـ ۹۲)

(۱۰) خواجہ حسن نظامی دہلوی لکھتے ہیں :

" اسی بیماری کے زمانے میں ایک دن بہت سے لوگ حضرتؐ کے پاس جمع تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: "لاؤ کاغذ میں تم کو کچھ لکھ دوں، تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔" یہ سن کر حضرت عمرؓ بولے حضرت رسول اللہؐ پر بخار کی تکلیف کا غلبہ ہے اس سبب ایسا فرماتے ہیں۔ وصیت نامہ کی کچھ ضرورت نہیں ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے۔" (محرّم نامہ صـ۱ المطبع دہلی)

(بحوالہ نصِ خلافت)

حضرت عمر کے طرزِ عمل پر امامِ غزالیؒ کا تبصرہ

★ حضرت ابو حامد الغزالیؒ امام اہلِ سنّت اپنی کتاب "سر العالمین" صـ۸ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

" اجمع الجماهیر علیٰ متن الحدیث عن خطبتہٖ یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولٰہ فعلیؑ مولٰہ فقال عمر بَخٍ بَخٍ لک یا ابا الحسنؑ لقد اصبحت مولای و مولیٰ کل مومن و مومنۃ ھٰذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ھٰذا غلب الھویٰ لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود النبود وخفقان الھویٰ فحقعقہ الرایات واشتباک ازدحام الخیل وفتح الامصار سقاھم کاس الھویٰ فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہٖ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ۔" * (سر العالمین صہ۸ طبع سی پی پریس (بمبئی)

(* ..... بحوالہ : نقضِ خلافت صہ۱۰۲)

حاصلِ ترجمہ : " جمہور نے حدیثِ غدیرِ خُم کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہے اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا :

" جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ ہیں ۔"

پس حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ : " مبارک ہو مبارک ہو آپؑ کو اے ابوالحسنؑ ! آپؑ کی صبح ہوئی اس حالت میں کہ آپؑ ہمارے اور کل مومنین اور مومنات کے مولیٰ ہیں ۔" اس کے بعد امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ :

" یہ کہنا عمر کا خلافتِ علیؑ کو مان لینا اور استخلاف پر راضی ہونا ہے ۔ اور حضرت علیؑ کو حاکم تسلیم کر لینا ہے ، مگر یہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد خواہشِ نفسانی

نے حکومت و ریاست حاصل کرنے کے واسطے غلبہ کیا۔ ایک ریاستِ عظیمہ کا ہاتھ آنا، اور خلافت کے رایت ونشان کا دیار وامصار میں گڑ جانا، اور علم کے پھریروں کا ہوا پر اُڑنا، اور ہوا کا بیرقوں سے لپٹنا، اور سواروں کا دو طرفہ جلوس میں چلنا، اور گھوڑوں کی ٹاپوں کا مثل جال کے معلوم ہونا اور ملکوں اور شہروں کا فتح ہونا، اِن سب چیزوں کی سج دھج کے خیالات نے ان لوگوں کو جامِ خواہشِ نفسانی پلا کر بیخود و مخمور کر دیا، اِسی مدہوشی اور از خود رفتگی نے اُنھیں اپنی پہلی جیسی حالت کی طرف پلٹا دیا (یعنی قبل از اسلام جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے) اور اُس عہدِ مبارک کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور اِس عہد شکنی کے بدلے ادنیٰ چیز کو خرید لیا، کتنی بُری چیز ہے جس کو اُنھوں نے خریدا۔"

(سر العالمین ص ۸ طبع سی پی پریس بمبئی) بحوالہ نصِ خلافت: ص ۱۰۷

وفاتِ رسولِ خدا، اور سقیفہ :

اِس وصیت کے بعد حضورِ اکرمؐ کو دوا میں ملا کر کوئی جان لیوا چیز دیدی گئی جیسا کہ صحیح بخاری، کتاب الطب جلد ۳، ص ۱۲۷ مصر ۱۳۱۴ھ سے ظاہر ہے۔ دوسرے ہی دن حضور انتقال فرما گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (نصِ خلافت)

(وفات کے فوراً بعد رسول خداؐ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں خلافتِ ابوبکر قائم کر لی گئی۔) ★

۸۴- بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ

وَ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۲۸﴾ (پارہ ۷۔ سورۃ الانعام آیت ۲۸)

ترجمہ: "بلکہ (اب)، اُن پر واضح ہوگیا جو وہ اِس سے قبل چھپاتے تھے، اور اگر وہ واپس لوٹا بھی دِیے جائیں تب بھی وہ اُسی بات کو پھر کریں گے جس سے اُن کو روکا گیا تھا۔ اور بیشک وہ جھوٹے ہیں۔"

جناب امیر المومنینؑ کا ایک عجیب واقعہ

★ "لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ" لفظی معنی یہ ہیں کہ اگر اُن کو دوبارہ (دنیا میں) بھیجا جاتا، تو جن باتوں سے اُن کو روکا گیا تھا پھر وہی انجام دیتے۔

★ "تفسیر برہانؒ میں جناب جابر ابنِ عبداللہ انصاری رضؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو کوفے سے باہر جاتے دیکھا تو میں بھی حضرتؑ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ مقابرِ یہود تک جاکر آپؑ اُس کے وسط میں کھڑے ہوگئے اور آواز دی کہ: اے یہودیو! اے یہودیو!" قبروں سے آوازیں آنے لگیں: "لبّیک لبّیک:: ہم اطاعت کے لیے حاضر ہیں۔"

حضرت نے اُن سے دریافت کیا: "تم عذاب کو کیسا پاتے ہو۔"؟

★ اُنھوں نے عرض کی: آپؑ کی نافرمانی کا عذاب ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون ؑ کی نافرمانی کا عذاب تھا۔ اور جو لوگ نافرمانی کریں گے، تو

قیامت کے دن وہ اور ہم ایک ہی عذاب میں مبتلا رہوں گے۔

* حضرتؑ نے یہ سُن کر ایک ایسی چیخ ماری کہ ایسا معلوم ہوا گویا آسمان پھٹ پڑیں گے۔ اور میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام ایک یاقوتِ سرخ کے تخت پر تشریف فرما ہیں اور آپؑ کے سرِ اقدس پر جواہرات سے مرصّع تاج زیب دے رہا ہے، جسمِ مطہرؑ پر سبز اور زرد حلّے ہیں اور آپؑ کا چہرۂ پُرنور مثل چودھویں رات کے ماہِ تمام کے دائرہ کے روشن ہے۔ (گویا نورٌ علیٰ نورٍ ہے)

* جابر کہتے ہیں کہ میں نے یہ شان دیکھ کر حیرت و استعجاب سے پوچھا:

* اے میرے آقا و سیّد و سردار! کیا یہ کوئی ملکِ عظیم ہے جہاں ہم اِس وقت موجود ہیں، یہ تو کوئی بڑی عظیم سلطنت ہے؟

* فرمایا: ہاں، اے جابر! یقیناً یہ ہماری سلطنت ہے جو سلیمانؑ ابنِ داؤدؑ کی سلطنت سے بھی عظیم تر ہے، اور ہمارا غلبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔

* پھر حضرتؑ وہاں سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے، میں حضرتؑ کے پیچھے تھا جب آپؑ مسجدِ کوفہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے: "خدا کی قسم نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا خدا کی قسم تا ابد ایسا نہیں کروں۔

* یہ گفتگو سن کر کچھ توقف کے بعد میں نے عرض کیا: اے میرے مولیٰ و آقا! آپؑ کس سے یہ گفتگو کر رہے ہیں مخاطب تو کوئی مجھے نظر نہیں آتا؟

آپؑ نے فرمایا: اے جابر! "عالمِ برہوت" (یعنی: وہ مقام جہاں

کفّار و مشرکین اور سخت گنہگار لوگوں کی روحیں قید کی جاتی ہیں) اور مومنین کی ارواح وادی السّلام میں رکھّی جاتی ہیں، جہاں اُن کے لیے مسرّت کا سامان مہیّا ہوتا ہے)

میرے سامنے اِس وقت عالمِ برہوت کھلا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ شنبویہ اور جبرویہ ایک تابوت کے اندر ہیں، اور اُن دونوں پر عذاب کیا جارہا ہے۔ پس اُن دونوں نے مجھے دیکھا تو پکار کر بولے: "اے ابوالحسنؑ! اے امیرالمومنینؑ! ہمیں دوبارہ دنیا کی طرف بھیج دیجیے تاکہ ہم (اِس عذاب سے بچ جائیں اور) آپ کی فضیلت اور ولایت کا کما حقّہٗ اقرار کریں۔" میں نے اُنھیں وہی جواب دیا جو تم نے سنا۔

اِس گفتگو کے بعد حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی: "وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔"

یعنی: "اور اگر وہ (دنیا کی طرف واپس) لوٹا دیے جائیں، تو جس بات سے اُن کو روکا گیا تھا، وہ اُسی کام کو پھر کریں گے۔"

اے جابر! ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جس نے نبیؐ خدا کے وصی کی مخالفت کی ہو، مگر یہ وہ میدانِ قیامت میں اندھا محشور ہوگا، اور اپنے ہاتھ تدبیر مارتا ہوگا۔ ★ ... (بحر المعارف صہ ۴۳۶، حاشیہ مقبول صہ ۲۵۹ طبع لاہور)

★ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ★

"علیؑ دوزخ اور جنّت کے تقسیم کرنے والے ہیں۔"

★ ——— (الحدیث) ——— ★

خدائے کریم کے نزدیک مومن کے درجات

"جامع الاخبار" میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے روز نور کے منبر قائم کیے جائیں گے اُن کے اوپر نورانی چہروں والے لوگ نورانی لباسوں میں رونق افروز ہوں گے، یہ لوگ نبی نہ ہوں گے۔ لیکن انبیاء اور شہداءِ راہ خدا اُن کے درجے پر رشک کریں گے۔" آپؐ نے فرمایا: یہ وہی لوگ ہوں گے جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے میل جول رکھتے ہوں گے، اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہوں گے۔ ★... (تفسیر انوار النجف جلد ۸ ص ۱۱۹)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جو شخص اپنے برادرِ مومن کی ضرورت کے لیے ایک قدم بھی اُٹھائے گا خداوندِ کریم اُس کے بدلے دس نیکیاں اُس کے لیے لکھے گا، اُس کا ثواب دس غلام آزاد کرنے اور ایک مہینے کے روزے رکھنے اور مسجد الحرام کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ ★... (کافی جلد ۳ ص ۱۹۶، بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۵۳)

(بحوالہ: کتاب المومن ص ۳۵ حسین بن سعید اہوازی)

۸۵- اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ★ (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۲) ★

ترجمہ: "وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملوّث نہیں کرتے، اُنھی کے لیے امن و اطمینان ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

علیؑ اور اولادِ علیؑ کے بارے میں

★ "تفسیر عیاشی" میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ: اِس آیت میں:

" لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ " کے معنی یہ ہیں کہ:

" جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ولایتِ علیؑ اور اولادِ علیؑ کے بارے میں جو حکم لوگوں تک پہنچایا، اُس پر ایمان لانا اور اُس کو فُلاں اور فُلاں کی دوستی کے ساتھ مخلوط و ملوّث نہ کرنا۔"

★..... (حاشیہ مقبول صـ ۲۷۲ طبع لاہور)

★ حضرت امام ابوجعفر محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے:

" ہمارے شیعہ کو خوش کرنے والا رسولِ خداؐ کو خوش کرتا ہے اور اُس کو

دُکھ یا غم پہنچانے والا' رسولِ خداؐ کو دُکھ دیتا ہے۔ * (کافی جلد۲ صفحہ۳۵۲ بحوالہ کتاب المومن صفحہ۱۸۵)

۸۶- وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

* (پارہ۷- سورۃ الانعام آیت۹۷) *

ترجمہ: "اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے' تاکہ تم اُن کے ذریعہ سے خشکی اور تری (میدانوں اور سمندروں) کی تاریکیوں میں راستہ پالو۔"

"النجوم" سے مراد آلِ محمدؐ ہیں:

★ تفسیرِ قمیؒ میں ہے کہ اِس آیت میں "النُّجوم" سے مراد "آلِ محمدؐ" ہیں۔ *۔۔(حاشیہ مقبول صفحہ۲۷۸ طبع لاہور)

★ عن سلمہ بن الاکوع قال: قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم: النجوم امان اھل السموات واھل بیتیؑ امان لامتی۔" * (اخرجہ ابن ابی شیبہ و ابویعلی فی مسانیدھم

* (و ابوعمر و الغفاری والطبرانی فی الکبیر فی سند سلمہ بن الاکوع)

ترجمہ: "سلمہ بن اکوع سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "ستارے آسمان والوں کے لیے

امان ہیں، اور میرے اہلِ بیتؑ میری اُمت کے لیے امان ہیں۔"

* بحوالہ (ارجح المطالب باب ۳ صفحہ ۳۸۰ طبع لاہور)

۸۷۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (پارہ ۸ سورۃ ۶ الانعام آیت ۱۵۳)

ترجمہ: "اور یہ (بھی سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ اسی پر چلتے رہو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا کے راستے سے (بھٹکا کر) متفرق کر دیں گے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اللہ سے رسول اللہؐ کی درخواست؟

★ کتاب "روضۃ الواعظین" میں ہے کہ:

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی، کہ اس آیت کو علیؑ کے بارے میں قرار دے، چنانچہ اُس نے میری درخواست قبول فرمالی اور اس آیت کو علیؑ کے بارے

میں قرار دیا۔

★ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے بریدہ عجلی سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ اس آیت میں "صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا" سے خدا کی مراد کیا ہے ؟

★ اُس نے عرض کی: "نہیں"

★ آپؑ نے فرمایا: صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا سے مراد ولایتِ علیؑ و اوصیاءِ علیؑ ہیں

★ پھر فرمایا: "فَاتَّبِعُوهُ" جانتے ہو کس کی پیروی کو کہا ہے ؟

★ اُس نے عرض کی: "نہیں"

★ فرمایا: اِس سے خدائے تعالےٰ کی مراد ہے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی پیروی

★ پھر فرمایا: آیا تم جانتے ہو کہ "وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ" اس سے مراد کن راستوں پر چلنے کی ممانعت کی گئی ہے ؟

★ اُس نے عرض کی: "نہیں"

★ آپؑ نے فرمایا: اِس سے مراد فُلاں فُلاں کی ولایت و خلافت ہے۔

★ پھر آپؑ نے دریافت کیا: "فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ" سے مراد کس کے راستے سے ہٹا دینا (اور متفرق کر دینا) ہے ؟

★ اُس نے عرض کی: "نہیں"۔

★ آپؑ نے فرمایا: اِس سے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے راستے سے ہٹا دینا مراد ہے۔ یعنی اُن لوگوں کی پیروی کروگے تو وہ تم کو علیؑ

کے راستے سے ہٹا کر تم کو متفرق کر) دے گی۔

★ (مندرجہ بالا تفسیر کی تصدیق آنحضرتؐ کے خطبۂ غدیرِ خُم سے ہوتی ہے)

★...... (حاشیہ مقبول ص۲۹۴ طبع لاہور)

۸۸- قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۱۵﴾

★ (پارہ ۸ سورۃ ۷ الاعراف آیت ۱۴-۱۵) ★

ترجمہ: "اُس نے (ابلیس لعنۃ اللہ علیہ نے) عرض کی کہ مجھے اُس دن تک کے لیے مُہلت دے جب لوگ اُٹھائے جائیں گے۔ (اللہ نے) فرمایا، بیشک تُو مُہلت پانے والوں میں سے ہے۔"

ابلیسؑ کو ظہورِ قائم آلِ محمدؐ تک کی مہلت ملی

★ "اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ" سے ثابت ہے کہ ابلیسؑ کو اللہ نے مُہلت دی۔ لیکن ایک دوسری آیت میں یہ ہے کہ: "اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ"

اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جتنی مُہلت مانگی تھی اُتنی نہیں دی گئی۔ کیونکہ تفسیر عیاشی" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"ابلیس کو اُس دن تک کی مُہلت دی گئی ہے جس دن حضرت قائمِ آلِ محمدؐ ظاہر ہوں گے۔"

★ اِس بات کی تائید بحارالانوار (اُردو ترجمہ) جلد ۱۲ کی ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ جناب رسول اللہؐ رجعت میں ظاہر ہوں گے اور ابلیسؒ کو قتل کریں گے۔

۸۹۔ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾

(سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: "اُس نے (ابلیسؒ نے) عرض کی، جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں بھی ضرور اُن (کو گمراہ کرنے) کے لیے تیرے سیدھے راستے پر جا بیٹھوں گا۔"

ابلیسؒ کو صرف تمہاری فکر ہے؟

★ "کافی" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے صحابی سے فرمایا: "اے زرارہ! ابلیسؒ کو صرف تم لوگوں کی اور تمہارے دوستوں (کو راہِ راست سے بھٹکانے) کی فکر ہے۔ اب رہے تمہارے مخالفین، اُن سے تو وہ پہلے ہی سے فارغ ہو چکا ہے۔ ★ (حاشیہ مقبول ص ۲۰۰)

"صراط" سے مراد حضرت علیؑ ہیں

★ "تفسیر عیاشی" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: آپؑ نے فرمایا کہ: "اِس آیت میں "صِرَاطَکَ" سے مراد حضرت علی مرتضیٰ ہیں۔"

★ (حاشیہ مقبول ص۳۰۰ طبع لاہور)

۹۰۔ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا

(سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

ترجمہ: "اور وہ یہ کہتے ہوں گے کہ سب تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو اِس مقام تک ہدایت فرمائی۔"

روزِ قیامت شیعیانِ علیؑ کا قول

★ "کافی" میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ "جب قیامت کا دن ہوگا تو جناب رسولِ خداؐ، اور جناب امیر المومنینؑ اور دیگر ائمہء معصومینؑ، جو اُن حضرتؐ کی اولاد میں سے ہیں بلا کر آپؐ کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور اُن کے شیعہ اُن کو دیکھیں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا۔ ★ (حاشیہ مقبول ص۳۰۷)

شیعہ ہی جنّت میں پہلے جائیں گے

★ ابنِ عبّاسؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُونَ '' یعنی: "سبقت کرنے والے، سبقت کرنے والے ہی وہ ہیں جو مقربین خدا ہوں گے" " ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ "؟ آپؐ نے فرمایا: "مجھ سے جبرئیلؑ نے بیان کیا ہے کہ اِن سے مراد علیؑ اور اُن کے شیعہ ہیں۔ یہی لوگ جنّت میں جانے میں سبقت کریں گے اور یہی اللہ کی کرامت اور مہربانیوں سے قریب تر ہوں گے۔"

★..... (مناقب ابنِ مغازلی، مناقب ابن مردویہ..... بحوالہ: نقشِ خلافت صفحہ ۱۲۰)

۹۱۔ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۴ (سورۃ الاعراف آیت ۴۴)

ترجمہ: " پس ایک مؤذّن (اعلان کرنے والا) اُن کے درمیان اعلان کرے گا کہ ظالموں کے اوپر خدا کی لعنت (رحمت سے دوری، پھٹکار) ہے۔"

وہ ظالموں پر لعنت کرنے والے حضرت علیؑ ہوں گے

★ "کافی" اور تفسیر قمّی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے "تفسیر عیاشی" میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے

کہ وہ مؤذن جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہوں گے۔

اور "تفسیر قمی" میں یہ جملہ بھی ہے کہ: "آپ اِس قدر بلند آواز سے اعلان کریں گے تمام مخلوق سن لے گی۔

★ تفسیر "مجمع البیان" اور "معانی الاخبار" میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا: "وہ مؤذن میں ہوں"۔

...... (حاشیہ مقبول ص۳۰۸ طبع لاہور)

بہترینِ خلائق

"اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ" (یہی لوگ خلائق میں بہترین ہیں۔) (سورۃ بیّنہ آیت ۷ پارہ ۳۰) آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: "خیر البریۃ سے مراد اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ بہترین خلائق ہیں"۔ (حافظ ابونعیم، دیلمی، حلیۃ الاولیاء، فردوس الاخبار)

۹۲۔ وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ ۟ لَمْ یَدْخُلُوْھَا وَھُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

(پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۴۶)

ترجمہ: "اور اعراف (بلند مقام) پر کچھ ایسے لوگ (کھڑے) ہوں گے جو سب لوگوں کو اُن کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے، اور وہ جنّت والوں کو آواز دے کر کہیں گے

تم پر سلامتی ہو، وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے مگر اُمیدوار ہوں گے۔"

اعراف پر کون لوگ ہوں گے؟

★ عن علیؑ ابن ابی طالبؑ قال: نحنُ اصحٰبُ الاعراف مَن عرفناہ بسیماہ ادخلناہ الجنۃ"

(اخرجہ ابنِ مردویہ)

یعنی: حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: "ہم ہیں اصحابِ اعراف، جس شخص کو ہم اُس کی علامت سے پہچانیں گے اُسے جنّت میں داخل کریں گے۔"

★ عن ابنِ عباس قال: الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العبّاسؑ وَ الحمزۃؑ وعلیؑ وجعفرؑ ذوالجناحین یعرفون محبیھم ببیاض الوجوہ ومبغضیھم بسواد الوجوہ

(اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ)

ترجمہ: ابنِ عباسؓ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ: اعراف 'پلِ صراط' پر ایک بلند مقام ہے، جس کے اوپر جناب عباسؑ، جناب حمزہؑ، جناب علیؑ اور جناب جعفرؑ طیّار (ذوالجناحین) کھڑے ہوں گے۔ وہ اپنے محبّوں کو سفید نورانی چہروں سے، اور اپنے دشمنوں کو اُن کے سیاہ چہروں سے پہچان لیں گے۔

(پھر وہ اپنے محبوں کو جنت میں اور دشمنوں کو ان کے اصل مقام جہنم میں داخل کریں گے۔)

امام اہلِ سنت علامہ شیخ سلیمان قندوزی بلخی فرماتے ہیں کہ:

"اذا کان یوم القیامۃ وقف محمدؐ و علیؑ علی الصراط وینادی منادیاً یا محمدؐ ویا علیؑ القیا فی جہنم کل کفار بنبوتك یا محمدؐ وعنید بولایتك یا علیؑ۔" (ینابیع المودہ باب ۱۶ ص ۸۵)

ترجمہ: "جب روزِ قیامت ہوگا تو حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علی مرتضیٰؑ پلِ صراط پر کھڑے ہوں گے، اُس وقت ایک مُنادی ندا دے گا کہ اے محمدؐ اور اے علیؑ تم دونوں مل کر نبوّت کے منکروں اور ولایت و خلافت کے منکروں کو جہنّم میں جھونک دو۔"

(پس یہ سنتے ہی یہ حضرات بڑی تیزی سے اپنا اپنا کام شروع کر دیں گے) (ینابیع المودۃ صفحہ ۸۵ استنبول) (بحوالہ نقضِ خلافت ص ۱۱۳)

اصحابِ اعراف کے بارے میں اجتماعی تفاسیر

★ تفسیر ثعلبی سے منقول ہے کہ:

" اعراف، صراط کے اوپر ایک بلند جگہ کا نام ہے جس پر حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت علیؑ اور حضرت جعفر طیارؓ تشریف فرما ہوں گے، اور چہروں کی سفیدی اور سیاہی سے اپنے دوستوں اور دشمنوں

کو پہچانیں گے۔"

★ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ :

"وہ آلِ محمدؐ ہوں گے پس جنّت میں نہیں جائے گا، مگر اُن کا دوست اور جہنّم میں نہیں جائے گا، مگر اُن کا دشمن۔"

★ چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ :

"روزِ قیامت ہم جنّت اور دوزخ کے درمیان کھڑے ہوں گے اور اپنے دوستوں کو پہچانیں گے اور اُنھیں جنّت میں داخل کریں گے، اور اپنے دشمنوں کو بھی پہچانیں گے اور اُنھیں (اُن کے اصل مقام) جہنّم میں داخل کریں گے۔"

★ ایک اور حدیث میں آپؑ نے فرمایا کہ :

"اگر خدا چاہتا تو لوگوں کو خود اپنی معرفت عطا فرما دیتا لیکن اُس نے ہمیں اپنا بابِ صراط اور سبیل قرار دیا ہے اور ہم وہ دروازہ (باب) ہیں جس سے اللہ کی طرف جایا جا سکتا ہے۔" ..... (تفسیر انوار النجف ص۳۷)

★ جناب سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ :

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میں نے دس سے زیادہ مرتبہ سنا ہے کہ : آپؐ نے فرمایا : "اے علیؑ! تم اور تمھارے اوصیاء جنّت اور دوزخ کے درمیان اعراف پر ہوں گے، پس جنّت میں نہیں جائے گا، مگر وہ جو تمھیں جانتا ہو گا اور تم اُس کو جانتے ہو گے۔ اور جہنّم میں نہیں جائے

گا، مگر وہ جو تمہارا انکاری ہوگا، اور تم اُس کا انکار کرو گے۔"

★ بروایت قمی، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے

"کُلُّ اُمَّۃٍ یُحَاسِبُھَا اِمَامُ زَمَانِھَا"

یعنی: "روزِ قیامت ہر اُمّت کا حساب اُس اُمّت کے زمانے کے امام کے ہاتھ میں ہوگا، اور وہی اُن کا حساب لے گا۔" اور امامِ زمانہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانے گا۔" جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے:

"یَعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمَاھُمْ" وہ سب کو پہچانتے ہوں گے اُن کی علامات سے۔ پس وہ اپنے دوستوں کو کتاب داہنے ہاتھ میں دیں گے تو وہ بلاحساب جنّت میں جائیں گے، اور دشمنوں کو کتاب اُن کے بائیں ہاتھ میں دیں گے، تو وہ بلاحساب جہنّم میں چلے جائیں گے۔"

★ "کافی" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک روایت منقول ہے جب آپؑ سے "اعراف والوں" کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا:

"یہ وہ قوم ہوگی جن کی نیکیاں اور بُرائیاں برابر ہوں گی۔ پس اگر خدا اُن کو جہنّم میں بھیجے گا تو اُن کے گناہوں کے سبب، اور اگر اُن کو جنّت میں بھیجے گا تو اپنی رحمت کے باعث۔" پس ان ہر دو قسم کی روایات میں کوئی تنافر نہیں کیونکہ یہ ممکن کہ ایک گنہگار طبقہ اپنے ائمّہؑ کے ساتھ اعراف پر موجود ہو اور وہ جنّت کا اُمیدوار ہو۔ ———— اور

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ:

"اعراف" جنّت اور جہنّم کے درمیان ایک بلند مقام ہے کہ اُس پر ہر زمانے کا نبیؑ اور اُس کا صحیح جانشین اپنے گنہگار اُمّتیوں اور دوستوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے جس طرح کہ لشکر کا مالک و سالار اپنے کمزور سپاہیوں کو اپنے پاس کھڑا کر لیا کرتا ہے۔ جب نیک لوگ جنّت میں جا رہے ہوں گے تو خلیفۂ نبیؑ اپنے پاس کھڑے ہوئے گنہگاروں سے کہے گا کہ اپنے نیک بھائیوں کو دیکھو کہ وہ کیسے (خوش و خرّم) جنّت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اُس وقت یہ گنہگار لوگ اُن پر سلام کہیں گے، جیسا کہ خدائے تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:

" سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ "

یعنی: یہ لوگ اصحابِ جنّت پر سلام کہیں گے، خود جنّت میں نہ جاسکیں گے البتّہ جنّت میں جانے کے لیے اُمیدوار ہوں گے۔ کہ شاید خدا اُن کو نبیؑ اور امامؑ کی سفارش سے جنّت میں داخل فرمادے۔

پھر جب وہ دوزخیوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے: "اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو اِن ظالم لوگوں میں قرار نہ دے"۔

اِس کے بعد اصحابِ اعراف یعنی انبیاء، اور اُن کے جانشین اُن دوزخیوں اور کافروں کے سرداروں سے خطاب کریں گے کہ آج تم کو تمھاری جمعیّت و کثرت اور تکبّر نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

پھر وہ جنّت والوں کی طرف اشارہ کر کے اُن دوزخیوں سے کہیں گے کہ: "کیا تم لوگ (دنیا میں) اِنھی لوگوں کے بارے میں قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ

یہ لوگ رحمتِ خدا سے دور ہیں' اور اِن کو تم ذلیل سمجھتے تھے، اِن کے فقر و فاقہ کی وجہ سے اِن کو حقیر جانتے تھے' اور اپنے دنیاوی مال و جاہ و مرتبوں پر فخر کرتے تھے۔ (آج تم دیکھ لو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون ذلیل ہے، اور کون شریف ہے۔ کون جنّت میں داخل ہو رہا ہے اور دوزخ میں جا رہا ہے؟)

پھر وہ اصحابِ اعراف' اپنے پاس کھڑے ہوئے گنہگار اُمیدوارانِ جنّت کی جانب متوجہ ہو کر فرمائیں گے کہ اب تم لوگ بھی بلا مضائقہ جنّت میں چلے جاؤ۔"

* اور تفسیر قمیؔ میں بھی اسی قسم کی ایک حدیث منقول ہے کہ:

" ائمۂ طاہرینؑ اپنے گنہگار شیعوں کے ہمراہ اعراف پر موجود ہوں گے (اور آخرِ حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:) ائمۂ طاہرینؑ جہنّم میں جلنے والے اپنے دشمنوں سے کہیں گے کہ یہ (جنّت میں جانے والے شیعہ گنہگار اُمیدواروں کی جانب اشارہ کر کے کہیں گے کہ) یہ ہمارے وہ شیعہ گنہگار اور بھائی ہیں جن کے متعلّق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اِن کو خدا کی رحمت نہ پہنچے گی۔ پھر اُن شیعہ گنہگاروں سے فرمائیں گے۔ اب تم لوگ جنّت میں بلا خوف و خطر' اور بلا رنج و غم کے داخل ہو جاؤ۔ جیسا کہ اگلی آیت[۴۹] میں ارشاد ہوا:" اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝[۴۹]"

* ... (تفسیر انوار النجف صـ ۳۷-۳۸)

حُبِّ علیؑ جنّت کی کلید ہے:

★ اِس میں تو شک و شبہ کی گنجائش ہی ہے کہ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور اُن کی اولادِ طاہرینؑ کی محبّت و ولایت جنّت کی کنجی ہے، اور اُن حضرات کی محبت رکھنے والا انسان بالآخر جنّت میں جائے گا۔ لیکن سوچنے کی بات اور غور و فکر اِس چیز کی متقاضی ہے کہ عام طور پر محبت اور ولایت کا دعوےٰ رکھنے والے اُن کے محبّ و موالی ہیں بھی یا نہیں۔؟

اہلبیتؑ کے نام سے والہانہ عقیدت کا نام تو محبّت و ولایت نہیں جب تک کہ اُن کی تعلیمات پر عمل اور وابستگی نہ ہو۔ چنانچہ: ———

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک زائر اور محب سے فرمایا:

"اے خیثمہ! ہمارے موالیوں کو ہمارا سلام پہنچانا اور اُن کو تقوےٰ و پرہیزگاری کی وصیّت کرنا، اور کہنا کہ ———

★ دولتمندوں پر لازم و ضروری ہے کہ فقراء کی مدد کریں؛

★ طاقتور پر واجب ہے کہ کمزور کی دستگیری کرے؛

★ زندوں پر لازم ہے کہ مرنے والوں کے جنازوں میں شرکت کریں؛

★ گھروں میں جاکر ایک دوسرے سے ملاقات کیا کریں، کیونکہ اُن کی ایک دوسرے سے ملاقات (کے دوران ہمارا ذکر کرنا اور ہماری حدیثیں بیان کرنا) ہمارے مشن و مقصد کی زندگی کی موجب ہے، اور خداوندِ عالم

اُس شخص پر رحم کرے جو ہمارے مقصد کو زندہ رکھے۔

اے خیثمہ! ہمارے موالیوں، محبّوں اور چاہنے والوں کو یہ پیغام پہنچاؤ

" انا لانغنی عنھم من اللہِ شیئًا اِلّا بعمل وانھم لن ینالوا ولایتنا اِلّا بِالوَرع " (اصولِ کافی باب زیارۃ الاخوان)

یعنی: "ہم اللہ کی طرف سے تمھاری کوئی ذمہ داری نہیں اُٹھا سکتے، مگر عمل کے ساتھ، اور وہ ہماری ولایت کو نہیں پا سکتے، مگر پرہیزگاری کے ساتھ۔"

* ——— (بحوالہ: تفسیر انوار النجف جلد ۶ ص ۴۰)

★ اور اسی مضمون کی ایک حدیث جابر جعفی نے آپؑ ہی سے نقل کی ہے:

" امامؑ نے فرمایا: اے جابر! قسم بخدا ہمارا شیعہ بس وہ ہے جو خدا سے ڈرے اور اُس کی اطاعت کرے۔ اور اُن کی پہچان یہ ہے کہ: ———

(۱) تواضع کرتے ہوں، (۲) نرم دل ہوں (۳) امین ہوں (۴) ذکرِ خدا بکثرت کرتے ہوں، (۵) نماز روزے کے پابند ہوں (۶) والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آتے ہوں، (۷) اپنے ہمسایوں میں فقراء، تنگدستوں، قرضداروں اور یتیموں کی خبر گیری کرتے ہوں، (۸) سچ بولتے ہوں، (۹) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوں، (۱۰) لوگوں کے متعلق اپنی زبانیں بند رکھتے ہوں، سوائے نیک بات کے، (۱۱) اپنے خاندان میں ہر چیز میں امین سمجھے جاتے ہوں۔

جابر نے عرض کی: فرزندِ رسولؐ! آجکل تو میں کسی کو ان اوصاف کا موصوف نہیں پاتا۔

حضرتؑ نے پھر ارشاد فرمایا: "اے جابر! تم کو مختلف مذاہب اِدھر سے

اُدھر نہ کر دیں۔ مردِ مسلمان نے یہ کافی سمجھ لیا ہے کہ حضرت علیؑ کی محبّت کا

اقرار کرے اور ان حضرتؑ کی ولایت کا دم بھرتا رہے اور صالح عمل نہ کرے۔

* پس اگر کوئی یہ کہے کہ میں جناب رسولِ خداؐ سے محبّت کرتا ہوں درآنحالیکہ حضور اکرمؐ حضرت علیؑ سے بہتر ہیں، اور وہ نہ تو پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کی پیروی کرے، نہ آنحضرتؐ کی سنّت پر عمل کرے، تو پیغمبر اکرمؐ کی زبانی محبّت اُسے کچھ بھی نفع نہ پہنچائے گی (مَا نَفَعَهُ حُبُّهُ اِيَّاهُ شَيْئًا)

* پس اللہ سے ڈرتے رہو، اور اُس کی طرف سے جو ثواب معیّن ہے اُس کے لیے عمل کرتے رہو، کیونکہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی قرابتداری نہیں ہے۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو سب سے زیادہ اُس کی اطاعت کرتا ہو۔ (اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ) (الحجرات آیت ۱۳ ۴۹)

* اے جابر! خدا کی قسم، اُس کی بارگاہ میں تقرّب صرف اُسی کی فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتا ہے، اور ہمارے پاس آتشِ جہنّم سے بری ہونے کا پروانہ نہیں ہے (وَمَا مَعَنَا بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ)

اور نہ خدا پر اُس کے کسی بندے کی حجّت قائم ہے۔ جو خدا کا مطیع و فرمانبردار ہے وہ ہمارا دوست ہے، اور جو خدا کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے،

(وَمَا تُنَالُ وِلَايَتُنَا اِلَّا بِالْعَمَلِ وَالْوَرَعِ)

(اور ہماری ولایت نہیں مل سکتی جبتک عمل اور پرہیزگاری نہ ہو)

(از اصولِ کافی - باب الطاعۃ والتقویٰ - کتاب الکفر والایمان)

*حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "اگر تم کو حُبِّ صادق کا دعویٰ ہے تو اپنے محبوب کے فرمانبردار بنو" (ورنہ تمہارا دعویٰ باطل ہے)

۹۳۔ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ (سورۃ الاعراف ۵۶)

ترجمہ: "اور زمین میں، بعد اُس کی اصلاح کے فساد برپا نہ کرو اور اُسی سے خوف و اُمید کے ساتھ دعاء مانگو۔ بیشک خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے"۔

اللہ نے آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے ذریعہ زمین کی اصلاح فرمادی تھی:

"کافی" اور "تفسیر عیاشی" میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ "زمین حالتِ فساد میں تھی تو خدائے تعالےٰ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے اس کی اصلاح فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ اب اصلاح ہوجانے کے بعد زمین میں فساد مت کرو" * (علی فی القرآن ص ۲۱۳)

★ تفسیر قمی میں اس کے معنی یوں منقول ہیں کہ:

"خدائے تعالیٰ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے ذریعے سے زمین کی اصلاح کردی تھی، مگر لوگوں نے بعدِ رسول اللہؐ حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت چھوڑ دی تو اس کو خراب کردیا۔"

★..... (حاشیہ مقبول ص ۳۱۴ طبع لاہور)

۹۴- فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

(سورۃ الاعراف آیت ۶۹)

ترجمہ: "پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

سب سے بڑی نعمت ولایت آلِ محمدؐ ہے

★ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:
آپؑ نے اپنے آباء واجدادؑ کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ جناب رسولِ خداؐ نے کسی صحابی سے دریافت کیا کہ: جانتے ہو "اٰلَآءَ اللّٰهِ" (نعماتِ خدا) سے کیا مراد ہے؟

★ اُس نے عرض کیا: نہیں "(اللہ کے رسولؐ سے بہتر کون جانتا ہے)

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "سب سے بڑی نعمت جو خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر عنایت فرمائی وہ ہماری ولایت ہے۔" (حاشیہ مقبول ص ۳۱۵)

۹۵۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۣ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

(سورۃ الاعراف آیت ۱۲۸)

ترجمہ: "بیشک زمین تو اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، اُس کا وارث بناتا ہے، اور عاقبت (کا گھر) تو پرہیزگاروں کے لیے (ہی) ہے۔"

★ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۣ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝" اور فرمایا: "جو کچھ اللہ کا ہے، وہ رسول اللہؐ کا ہے اور آپؐ کے بعد وہ امامِ برحق کا ہے۔"

★ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"کتابِ خدا میں ہے کہ: "اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۣ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝"

ہم اہلِ بیتؑ وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنی زمین کا وارث قرار دیا ہے اور "متقین" ہم ہیں، اور پوری زمین ہماری ہے۔ پس مسلمانوں میں سے جو کسی حصۂ زمین کو آباد کرے تو اُسے لازم ہے کہ اُس کا خراج ہم اہلِ بیتؑ کے امامؑ کی خدمت میں پہنچا دے، اور جو کچھ باقی رہے وہ اُس کا اپنا ہے۔

وہ اُسے کھائے پیے۔ پھر اگر وہ اُس حصۂ زمین کو چھوڑ دے، اور اُس کو آباد کر کے پھر ویران کر دے، اور ایک دوسرا مسلمان اُس کو آباد کر لے، تو بہ نسبت چھوڑنے والے کے اُس کا زیادہ مستحق وہ ہو جائے گا، اور اُسے بھی لازم ہے کہ وہ اہل بیتؑ کے امامؑ کو خراج دیا کرے، اور باقی اُس کا ہے۔ یہ حکم اُس وقت تک کے لیے ہے جب تک کہ قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں، اور تلوار کے زور سے جس طرح جناب رسولِ خداؐ نے کافروں کو نکال دیا تھا، اُسی طرح امام قائمؑ مشرکین و کفّار اور منافقین سب ہی کو نکال دیں گے صرف اس زمین کی ملکیت مسلم رکھیں گے جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہو گی۔" ..... (حاشیہ مقبول صفحہ ۳۲۸ طبع لاہور)

۹۶۔ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(سورۃ الاعراف آیت ۱۴۵)

ترجمہ: "اور ہم نے لوحوں (تختیوں) میں اُن کے لیے نصیحت کی ہر بات کی، اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی۔"

الواحِ حضرت موسیٰ ہمارے پاس ہیں

★ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے "تفسیر عیاشی" میں علمِ جفر کے بارے میں منقول ہے کہ:

" خدائے تعالیٰ نے جو تختیاں (الواح) جنتی زبرجد کی حضرت موسیٰؑ

پر نازل فرمائی تھیں، اُن میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، وہ سب درج ہے
جب حضرت موسیٰؑ کا وقتِ آخر آیا تو اُن کو حکم ہوا کہ "زینب" نامی پہاڑ میں اُن تمام تختیوں کو امانت رکھ دو۔" اِس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب جناب رسولِ خداؐ مبعوث ہوئے تو یمن کا ایک قافلہ آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں آرہا تھا، اُن کا گذر اُس پہاڑ کی طرف ہوا۔ وہ تختیاں اُن لوگوں پر ملفوف حالت میں ظاہر ہوگئیں۔ اُنھوں نے اُن کو اُٹھالیا، مگر اُن لوگوں پر ایسا رُعب طاری ہوا کہ اُنھوں نے اُس لفافے کو کھولنے کی جراَت نہ کی۔ لیکن اپنے ساتھ لے کر آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

آنحضرتؐ کو اللہ عزّوجلّ نے حضرت جبرئیل کے ذریعے اُس خفیہ امر کی خبر پہلے ہی پہنچادی تھی۔ جب اُن لوگوں نے حاضرِ خدمت ہوکر سلام عرض کیا، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے یمن سے آنے والو! جو امانت ہماری تمھارے پاس ہے اور دورانِ راہ تم کو ملی ہے، وہ مجھے دو۔"

* اُن لوگوں نے بڑی حیرت سے عرض کی: "آپؐ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟"
* فرمایا: "مجھے میرے خدائے بزرگ و برتر نے اطلاع دی ہے۔ وہ امانت الواحِ موسیٰؑ ہیں۔"
* یہ خبرِ صادق سن کر وہ لوگ ایمان بھی لائے اور لوحیں بھی آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں پیش کردیں۔ جو عبرانی زبان میں تھیں۔ آنحضرتؐ نے اُن سے لیکر وہ الواح جناب امیرالمومنینؑ کے سپرد فرمادیں، اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! ان کی حفاظت کرنا کیونکہ ان میں علومِ اوّلین و آخرین درج ہیں۔

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اُن کی نقلیں بھی کرلیں۔ اُنہی نقلوں کا نام "علم جفر" ہے۔

★ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: وہ نقلیں بھی ہمارے پاس ہیں، اور اصل الواحِ موسیٰؑ بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ عصائے موسیٰؑ بھی ہمارے پاس ہے۔ ہم کل انبیاءؑ کے (علوم وغیرہ) کے وارث ہیں۔ ———— ★ انتہیٰ (حاشیہ مقبول ص ۳۳۲ طبع لاہور)

★ حضرت امام حسین علیہ السلام کو "زیارتِ وارث" میں سلام کیا ہے کہ:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ اٰدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ نُوْحٍ نَبِیِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ مُوْسٰی كَلِیْمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِ اللّٰهِ ۔ ---الخ---

۹۷۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)

ترجمہ: "پس وہ لوگ جو اُس پر ایمان لائے اور اُس کی عزت کی، اور اُس کی مدد و نصرت کی، اور اُس نور کی اتباع (و پیروی) کی، جو اُس (رسولؐ) کے ساتھ نازل کیا گیا

تو وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔"

نور سے مراد حضرت علیؑ اور ائمہؑ ہیں:

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِس آیت میں نور سے مراد حضرت علیؑ اور ائمہؑ ہیں۔"

★..... (صافی ص۱۶۲)

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ"

"میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔" یہ نور صلبِ عبدالمطلبؑ تک ساتھ ہی رہا۔ پھر الگ ہو کر صلبِ عبداللہؑ اور صلبِ ابوطالبؑ میں منتقل ہو گیا۔ عبداللہؑ سے میںؐ ہوں اور ابوطالبؑ سے علیؑ پیدا ہوئے۔

★..... (ارجح المطالب، ریاض النضرۃ)

★ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ "نور" علیؑ ہے، اور جو علیؑ کی اتباع نہ کرے گا وہ نجات نہ پائے گا۔ اِسی لیے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص بھی پُلِ صراط سے گذر کر جنّت میں نہ جائے گا جب تک علیؑ کا لکھا ہوا پروانہ اُس کے ہاتھ میں نہ ہو گا۔"

★..... (صواعق محرقہ ص۷۵)

★ "وَالنور الذی" "صافی" میں بروایت تفسیر عیاشی'

★ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس جگہ نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے۔

مخلوق میں سب سے بہتر کس کا ایمان ہے؟

★ "تفسیر مجمع البیان" میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآبؐ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ "بتاؤ مخلوق میں سب سے بہتر ایمان کس کا ہے؟

★ عرض کیا گیا کہ: "ملائکہ کا"۔ آپؐ نے فرمایا: ملائکہ اپنے پروردگار کے جوارِ قدس میں موجود رہتے ہیں، وہ کیسے ایمان نہ لائیں (یعنی اُن کا ایمان لانا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے)۔ صحابہ نے عرض کی: "پھر انبیاءؑ کا ایمان بہترین ہے"۔

★ فرمایا: "انبیاءؑ کو جب خداوند کریم کی جانب سے وحی کا شرف حاصل ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے وحی ہونے کے بعد بھی بہترین ایمان والے نہ ہوں"۔

★ پس عرض کیا گیا: "ہمارا ایمان افضل ہے"۔ فرمایا: جب مجھ جیسا رسولؐ تم میں موجود ہے تو تمہارے ایمان کے بہترین ہونے میں کیا کمال ہے، بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے جو کتابوں میں لکھا ہوا پائیں گے۔ بغیر دیکھے ایمان لائیں گے وہ بہترین ایمان والے ہوں گے)

★ ------ (بحوالہ: تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص ۱۰۹)

۹۸- وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ

هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ (سُوْرَۃ الاعراف آیت ۱۷۲)

ترجمہ:" اور (اے رسولؐ! اس وقت کو یاد دلاؤ) جب تمہارے پروردگار نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے اُن کی اولادوں کو باہر نکال کر اُن کو خود اُن ہی کے نفسوں پر گواہ ٹھہرایا (پوچھا) کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ (تو سب نے) کہا: ہاں (بیشک ہے)، ہم اس کے گواہ ہیں۔ (یہ ہم نے اس لیے کیا کہ ایسا نہ ہو کہ) کہیں تم قیامت کے دن بول اُٹھو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے۔"

عالمِ ارواح میں اللہ نے کن باتوں اقرار لیا تھا؟

★ "تفسیر برہان" میں زرارہ سے روایت ہے کہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ: "خداوندِ عالم نے پُشتِ آدمؑ سے پیدا ہونے والی تمام مخلوق کو نکال کر اپنی ربوبیّت کے مظاہر و مناظر دکھلائے تو اُنھوں نے دیکھ کر اقرار کیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ قطعاً اقرار نہ کرتے۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ" یعنی: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔" یعنی فطرتِ معرفت پر، کہ اللہ ہی میرا خالق ہے اسی بنا پر فرمایا کہ مشرکین سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمانوں کا خالق کون ہے

وہ کہیں گے، اللہ۔

★ بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت رسالت مآبؐ سے دریافت کیا گیا: آپؐ کو تمام انبیاء پر کیوں فوقیت حاصل ہوئی ہے؟

★ آپؐ نے فرمایا: "روزِ میثاق اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کی ندا آئی تو تمام انبیاءؑ پر سبقت کر گئے (سب سے) پہلے میں نے کہا تھا: "بَلٰی"۔"

فطرت سے مراد اسلام ہے:

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرت کے معنی دریافت کیے گئے۔ آپؑ نے فرمایا: "فطرت سے مراد اسلام ہے" اور لوگ اسی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں: فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا: (اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا)

اور میثاقِ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ قَالُوۡا بَلٰی کا مطلب بھی یہی ہے۔

حضرت علیؑ کو امیر المومنین کا خطاب کب ملا؟

★ بروایت حمران، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ "پہلے خطابِ عام ہوا: اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ: سب نے کہا: "بَلٰی"! پھر تمام انبیاءؑ سے یہ میثاق لیا گیا۔ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ وَاَنَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلِیۡ وَاَنَّ هٰذَا عَلِیٌّ اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

یعنی اللہ نے اپنی ربوبیت، حضرت محمد مصطفےٰؐ کی رسالت اور حضرت

علیؑ مومنین کے امیر (یعنی ولایتِ علیؑ) کے متعلق پوچھا تو سب نے "ہاں" میں جواب دیا۔ پس آنحضرتؐ کو عہدۂ نبوت اور حضرت علیؑ کو امیرالمومنین کا عہدہ عطا کیا گیا۔

★ بروایت جابر بن عبداللہ انصاری، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ حضرت علیؑ کا لقب "امیرالمومنین" کب سے ہوا تو اُن کے حق کا انکار نہ کرتے۔"

* راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ آپؑ خود ہی فرما دیں۔

* پس ارشاد فرمایا کہ: "یہ لقب اُس وقت سے ہے جب روزِ میثاق عہد لیا گیا۔" فرمایا: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِىْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نَبِيُّكُمْ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"

* پھر فرمایا: حضرت رسالت مآبؐ نے اِس کی تفسیر و تاویل اِس طرح بیان فرمائی تھی۔

★ تفسیر برہان میں بطریقِ اہلِ سنّت کتاب الفردوس ابن شیرویہ سے بروایت حذیفہ یمانی مذکور روایت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ: جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: "اگر لوگ جانتے کہ علیؑ کا نام امیرالمومنین کب سے ہوا تو اُن کی فضیلت کا انکار نہ کرتے۔" پھر فرمایا، "اُن کا امیرالمومنین نام اُس وقت سے ہے جب حضرت آدمؑ روح و جسد کے درمیان تھے۔ پھر آپؐ نے اسی

آیت کی تلاوت فرمائی: یعنی پس سب نے اُس کی ربوبیت کا اقرار کیا، اور فرشتوں نے بھی اقرار کیا تو ارشادِ خداوندی ہوا: اَنَا رَبُّکُمْ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّکُمْ وَ عَلِیٌّ وَلِیُّکُمْ وَ اَمِیْرُکُمْ۔

(بحوالہ تفسیر انوار النجف جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

★ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"وِلَایَتُنَا وِلَایَۃُ اللّٰہِ الَّتِیْ لَمْ یُبْعَثْ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا بِھَا"

یعنی: "ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے کہ کوئی نبی اس کے بغیر مبعوث نہیں ہوا۔

★ آپؑ ہی نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ نَبِیٍّ جَآءَ قَطُّ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ حَقِّنَا وَ تَفْضِیْلِنَا عَلٰی مَنْ سِوَانَا"

یعنی: "کوئی نبی نہیں آیا مگر یہ وہ ہمارے حق کی معرفت رکھتا تھا اور ہمیں اپنے تمام ماسوا پر فضیلت دیتا تھا۔"

★ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"وِلَایَۃُ عَلِیٍّ مَکْتُوْبَۃٌ فِیْ جَمِیْعِ صُحُفِ الْاَنْبِیَآءِ وَلَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلًا اِلَّا بِنُبُوَّۃِ مُحَمَّدٍ وَ وَصِیَّۃِ عَلِیٍّ"

یعنی: "حضرت علیؑ کی ولایت تمام صحفِ انبیاء میں فرض کی گئی ہے اور خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر حضرت محمدؐ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی وصایت کے ساتھ۔

(تفسیر انوار النجف جلد ۶ صفحہ ۱۲۳) ....

شروع کرتے ہوئے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے بولے : اے حجرِ اسود میں تجھے بوسہ اِس لیے دے رہا کہ جناب رسالت مآبؐ تیرے اوپر مہربان تھے، اگر میں نے آنحضرتؐ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا کیونکہ تو کسی کو نہ تو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

* راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے جب یہ سنا تو فرمایا: اے عمر! خدا کی قسم یہ نفع بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی"۔
* حضرت عمر نے پوچھا: "اے ابوالحسنؑ ! یہ کیسے" ؟
* آپؑ نے فرمایا": کتابِ خدا کا فیصلہ اسی بات کا شاہد ہے"۔
* حضرت عمر نے کہا": میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کتابِ خدا کے عالم ہیں لیکن کتابِ خدا میں یہ فیصلہ کہاں لکھا ہے" ؟
* حضرت علیؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی : وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ..... الخ
* پھر آپؑ نے اس کی تفصیل اِس طرح بیان فرمائی کہ: اے عمر! سنو!

حجرِ اسود کی تفصیل بزبانِ ولایت

جب خداوند کریم نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا تو اولادِ آدمؑ کو اُن کی پُشت سے نکال کر اُن سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا، اور تمام اقرار کرنے والے بندوں کے عہد کو ایک ورق میں قلم قدرت سے درج کر کے حجرِ اسود کو بطور امانت سپرد کیے گئے اور اُس کو حکم ہوا کہ جو اُس عہد کی وفا کرتے ہوئے تیرے پاس آئے (تجھے بوسہ دے) تو اُس کی

بروزِ قیامت گواہی دینا۔

پس یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اُتارا گیا اور اُس کو اپنے مقام

★ اہلِ سنّت کی کتاب "ینابیع المودۃ" سلیمان قندوزی حنفی نقشبندی سے روایت ہے کی گئی ہے کہ: لَمْ یُبْعَثْ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ "، یعنی "کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر ولایتِ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ساتھ"۔ ★..... (ینابیع المودّۃ)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ" خداوندِ کریم نے حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کو اپنے اور مقامِ مخلوق کے درمیان ایک علامت مقرر فرمایا کہ: "جو شخص علیؑ کی معرفت رکھے وہ مومن ہوگا، اور

جو شخص اُن (کے حق) کا انکار کرے وہ کافر ہوگا، اور

جو شخص اُن کی معرفت سے جاہل ہوگا وہ گمراہ ہوگا، اور

جو شخص اُن کے (حق کے) ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرے وہ مشرک ہوگا، اور

جو شخص اُن کی ولایت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں پیش ہوگا، وہ جنتی ہوگا۔"

★..... (از تفسیر انوار النجف جلد ۷ صـ ۱۳۳)

حجرِ اسود کے بارے میں حضرت عمر کا قول:

★ کتاب "امالی" شیخ سے منقول ہے کہ ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اپنے زمانۂ حکومت میں حج کا طواف بر رکھ دیا گیا۔ خلقتِ آدمؑ سے قبل ملائکہ اس گھر کا طواف کرتے تھے۔ پھر حضرت آدمؑ نے حج ادا کیا، پھر حضرت نوحؑ نے حج ادا کیا، پھر یہ گھر گر گیا اور حجرِ اسود کو کوہِ ابوقبیس میں محفوظ رکھ دیا گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ نے دوبارہ تعمیر کیا۔ تو وحیِ خداوندی کی ہدایت کے ماتحت حجرِ اسود کو کوہِ ابوقبیس سے نکال کر اسی مقام پر نصب کیا۔ اور یہ پتھر جنّت سے لایا گیا تھا۔" حضرتؑ نے اپنے بیان کو ختم کیا تو حضرت عمر کہنے لگے" لَا عِشْتُ فِيْ اُمَّةٍ لَسْتَ فِيْهَا يَا اَبَا الْحَسَنْ" یعنی: "خدا مجھے اُس قوم میں نہ بسنے دے جس قوم میں اے ابوالحسنؑ! تم موجود نہ ہو۔"

جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

★ (از نہج الحکمۃ صؔ ۲۷۵-۲۷۶)

★ اے لوگو! نماز قائم کرو، کہ دین و ملّت یہی ہے،

★ زکوٰۃ ادا کرو، کہ یہ فرض ہے،

★ ماہِ رمضان کے روزے رکھو، کہ یہ سپر اور قلعہ ہے (برائیوں کو روکنے والے)

★ بیت الحرام کا حج کرو، کہ یہ دافعِ فقر و گناہوں کو معاف کرانے والا ہے۔

★ صلۂ رحم (اپنے سگے عزیزوں، والدین، بھائی بہن وغیرہ سے نیکی) کرو، کیونکہ یہ عمل مال کو بڑھاتا ہے اور موت کو دور کرتا ہے، باعثِ تکثیرِ اولاد ہے۔

★ پوشیدہ طور پر صدقہ دو، کہ یہ خطاؤں کا کفارہ ہے اور پروردگار کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ علانیہ صدقہ دینا بری موت کو دفع کرتا ہے

★ نیکی کا برتاؤ مصائب و پریشانیوں میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔

۹۹۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

(پارہ ۹۔ سورۃ الانفال آیت ۲۴)

ترجمہ: "اے ایمان لانے والو! (بغور سنو) اللہ اور رسولؐ کا حکم بجا لاؤ، جب کہ وہ تمھیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تمھارے لیے حیات بخش ہے۔ (یعنی جو تمھارے لیے حیاتِ ابدی ہے)

حیات سے مراد "ولایت علیؑ" ہے:

★ "کافی" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "اِس آیت میں "حیات" سے مراد "جنت" ہے اور

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اِس آیت میں "حیات" سے مراد ولایتِ علیؑ ہے۔ اُن کا اتباع کرنا، اور اُن کی ولایت کا تسلیم کرنا تمھارے اُمور کو پریشان نہ ہونے دیگا

عدل وانصاف کو تم میں قائم رکھے گا، اور بالآخر تم کو جنّت میں پہنچا دیگا

داور جنت میں حیاتِ ابدی ہوگی وہاں کوئی مرے گا نہیں۔)

★ علامہ مردویہ کی روایت اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اس آیت میں جس عظیم پیغام کا حوالہ روحانی زندگی کے لیے دیا گیا ہے وہ حضرت علیؑ کی ولایت ہے۔ (صافی ص۱۸۲، روائح القرآن ص۱۹۲، احقاق الحق ص۱۲۷)

۱۰۰۔ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً

(پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۲۵)

ترجمہ: "اور اُس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خصوصیت کے ساتھ اُنہی لوگوں پر نہ پڑے گا جو تم میں سے ظالم ہیں"

وہ فتنہ علیؑ کو چھوڑ دینا تھا

★ مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ عام ہو گا جس کا نقصان سب کو پہنچے گا، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی سے کام لینا، آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بدعتیں جاری کرنا ہے جو بعد وفاتِ رسولؐ رونما ہوا۔

★ "تفسیر عیاشی" میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد

ہی لوگوں کو وہ فتنہ پیش آیا جس سے بچنے کا خدائے تعالٰی نے حکم فرمایا تھا۔ وہ یہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور غیر شخص کی بیعت کرلی، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ علیؑ کا اور آلِ محمدؐ میں سے جو اوصیا ہوں گے، اُن کا اتباع کرنا۔"

★ اور جناب ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ:

"جو شخص میرے بعد جانشینی کے بارے میں علیؑ پر ظلم کرے گا وہ بھی ایسا ہی سمجھا جائے گا۔" ★..... (حاشیہ مقبول)

۱۰۱۔ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ ..... (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳)

ترجمہ: "اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے حجِ اکبر کے دن اعلان ہے کہ بیشک اللہ مشرکین سے بیزار ہے۔"

کتابِ خدا میں حضرتِ علیؑ کا نام ہے:

★ مُسندِ احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ "اس آیت میں "اذان" سے مراد حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔"

★ "دلائل الصدق" میں تفسیر دُرِّ منثور سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ: "کتابِ خدا میں حضرت علیؑ کا نام موجود ہے لیکن لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

* حکیم بن حمید راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ کہاں ہے؟

* آپؑ نے فرمایا: تمھیں معلوم نہیں کہ خدا فرماتا ہے وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ خدا کی قسم! اس کے مصداق جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہی ہیں۔ اس میں شک ہی نہیں کہ خدا کی جانب سے یہ لقب جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی عظمتِ شان اور رفعتِ مقام کا واضح مینار ہے۔ پس خدا کے احکام کی تبلیغ اور جنابِ رسولِ خداؐ کی نیابت اُنہی کی ذاتِ والاصفات کے لیے زیبا ہے۔

* سورۂ توبہ کی تبلیغ کے لیے آنحضرتؐ نے (اتمامِ حجت کے لیے) حضرت ابوبکر کو بھیجا تھا (تاکہ کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ ہر موقع پر حضرت علیؑ کو پیش پیش رکھا جاتا ہے) لیکن اللہ نے اس بات کو گوارا نہ کیا، اور جبریلِ امین کو نازل فرمایا۔ انھوں نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس سورۃ کی تبلیغ کے لیے یا تو آپؐ خود جائیں یا جو آپؐ سے ہو۔"

* پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس اہم امر کی انجام دہی کے لیے روانہ کیا۔ حضرت علیؑ نے مقامِ رُوحہ پر حضرت ابوبکر سے ملاقات کی اور آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا، اور اُن سے وہ آیتیں لے لیں، اور مکّہ میں جاکر حج کے موقع پر اللہ کا پیغام عوام النّاس

تک پہنچایا۔ (اس امرِ تبلیغ کے صلہ میں) اللہ نے اُن حضرت کا نام "اَذان" مقرر فرمایا، اور یقیناً اللہ جل جلالہٗ کا حضرت علیؑ کو یہ عطیہ ہے۔

* ...... (دلائل الصدق از دُرِّ منثور)

* نہروان سے واپسی پر حضرت علیؑ نے کوفہ میں خطبہ دیا جبکہ آپؑ کو اطلاع ملی کہ معاویہ آپؑ کو سبّ کرتا ہے اور عیب جوئی کرتا ہے، نیز آپؑ کے طرفداروں کو قتل کرتا ہے۔ تب آپؑ نے حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا: "اَنَا الْمُؤَذِّنُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (میں دنیا و آخرت میں موذن ہوں"۔ خدا کا ارشاد ہے فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ (الاعراف ۴۴)۔ (اور اس دن موذن اذان دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے) اَنَا ذٰلِكَ الْمُؤَذِّنُ۔ وہ موذن میں ہوں گا۔

* ...... (تفسیر انوار النجف جلد ۶ صفحہ ۱۶)

۱۰۲۔ وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ

اللّٰہُ بِاَیۡدِیۡکُمۡ وَ یُخۡزِہِمۡ وَ یَنۡصُرۡکُمۡ عَلَیۡہِمۡ

وَ یَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴﴾

وَ یُذۡہِبۡ غَیۡظَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ وَ یَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلٰی

مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ

اَنۡ تُتۡرَکُوۡا وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ

وَ لَمۡ یَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ لَا رَسُوۡلِہٖ وَ لَا

الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلِیۡجَۃً ؕ وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ ع

٭ (پارۂ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیات ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶) ٭

ترجمہ: ”اور اپنے عہد کرنے کے بعد اگر وہ اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمھارے دین کے بارے میں تمھیں طعنہ دیں، تو کفر کے اماموں سے لڑو تاکہ وہ باز آجائیں کیونکہ انھیں اپنی قسموں کا پاس نہیں ۱۲ کیا تم اُن سے نہیں لڑو گے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسولؐ کو نکالنے کے درپے ہوئے اور وہ تمھارے خلاف (دشمنی میں) ابتدا کر چکے، کیا تم اُن سے ڈرتے ہو؟ پس اگر تم صاحبانِ ایمان ہو تو (اس بات کا) زیادہ مستحق اللہ ہے

کہ تم اُس سے ڈرتے رہو۔[۱۳] لہٰذا، تم اُن سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں اُن کو عذاب دے گا، اور اُن کو رُسوا کرے گا، اور تمہاری مدد کریگا اور ایمان والوں کے دلوں کو شفا دے گا۔[۱۴] اور اُن کے دلوں سے غیظ و غضب کو دور کر دے گا، اور اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول کرتا ہے (توجّہ کرتا ہے) اور اللہ بڑا ہی جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم (یونہی) چھوڑ دیے جاؤ گے، اور ابھی تک اللہ نے اُن لوگوں کو جانچا (آزمایا) ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا، اور اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے سوا کسی کو اپنا رازدار دوست نہ بنانا، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔"[۱۲]

کفر کے امام "قسموں کے توڑنے والے" "ناکثین" ہیں:۔

"حنان بن سدیر سے روایت ہے کہ:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا: آپؑ نے فرمایا کہ:

★ "بصرہ کے کئی آدمی میرے پاس آئے، انھوں نے مجھ سے طلحہ اور زبیر کے بارے میں دریافت کیا"؟

★ میں نے جواب دیا "وہ اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ تھے (یعنی: کفر کے سرغنہ اور امام تھے) کیونکہ بصرہ میں جب (جنگِ جمل کے موقع پر) دونوں فوجیں ایک دوسرے کے بالمقابل ہو گئیں تو حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام

نے اپنے فوجیوں سے فرمایا: "جلدی مت کرو، پہلے میں اپنا عذر تمام کردوں جو میرے، اُن کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ پس کھڑے ہوکر فرمایا:

* "اے اہلِ بصرہ! کیا میں نے حکم میں کوئی ظلم کیا ہے؟

* اُنھوں نے جواب دیا: "نہیں"۔

پھر فرمایا: "میں نے کسی قسم کی خلاف ورزی کی ہے"؟

* اُنھوں نے جواب دیا: "نہیں"۔

پھر فرمایا: "کیا میں نے اپنے اور اپنی عیال کے لیے مال جمع کیا اور تم کو محروم کیا"؟

* اُنھوں نے جواب دیا: "نہیں"۔

پھر فرمایا: "کیا میں نے تم میں حدود کو جاری کیا اور غیروں کو معافی دی ہے"؟

* اُنھوں نے جواب دیا: "نہیں"۔

پھر فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ تم میری بیعت کو توڑ رہے ہو اور غیر کی بیعت کو نہیں توڑا۔ پس میں نے معاملے کی حقیقت کو پرکھ لیا ہے اب سوائے کفر اور تلوار کے مجھے کوئی بات نہیں نظر آتی۔ یہ کہکر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہی آیت پڑھی: وَاِنْ نَّكَثُوْٓا.... الخ پھر قسم کھا کر فرمایا۔ اِس آیت کے مصداق یہی لوگ ہیں: (ترجمۂ آیت) اور اپنے عہد کرنے کے بعد اگر وہ اپنی قسموں (اور بیعت کو) توڑ ڈالیں اور تم کو تمھارے دین کے بارے میں طعنہ دیں، تو (اُن) کفر کے اماموں سے لڑو تاکہ وہ باز آجائیں، کیونکہ اُنھوں نے اپنی قسموں کا پاس نہیں کیا۔"

پھر فرمایا: "آج تک اِس آیت کے مصداق لوگوں سے جنگ نہیں ہوئی تھی
یعنی: اِس آیت پر پہلے پہل میں عمل کر رہا ہوں، جب سے اُتری ہے
ابھی تک تشنۂ تعمیل تھی۔" ٭.... (برہان، صافی)
٭.... (بحوالہ: تفسیر انوار النجف جلد ۳ ص۲۰)

جنگِ جمل کے بعد خطبہ دیا:-

"تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان" میں ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام جب جمل کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں ذکر فرمایا کہ: جنابِ رسالت مآب ؐ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ: "اے علیؑ!" لَتُقَاتِلَنَّ الْفِئَةَ النَّاكِثَةَ وَ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ وَ الْفِئَةَ الْمَارِقَةَ۔" (یعنی:۔۔۔
"تم بیعت توڑنے والوں، بغاوت کرنے والوں، اور دین سے خارج ہونے والوں سے ضرور جنگ کرو گے۔" (پس پہلی جماعت سے مراد جنگِ جمل والے ہیں جن کے سرغنہ طلحہ و زبیر تھے، اُن کو "ناکثین" کہا جاتا ہے۔ دوسری جماعت جنگِ صفین والے ہیں جن کا سرغنہ معاویہ تھا۔ اُن کو "قاسطین" کہا جاتا ہے۔ اور تیسری جماعت نہروان کے خارجیوں کی ہے جن کو "مارقین" کہا جاتا ہے۔" یہ تاویلِ آیت کے مصداق ہیں۔ (ارجح المطالب ص۶۰۲)
٭.... (تفسیر انوار النجف جلد ۳ ص۲۰-۲۱)

★ واضح ہو کہ جس نے بھی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ پر رسولِ کریم ؐ کے بعد ظلم کیا۔ چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، کوفے کا رہنے والا ہو یا مکہ و مدینے کا، وہ دین سے خارج ہو جائے گا، اور جو دین سے خارج ہو وہ ائمۂ کفر کے ساتھ شامل ہو گا۔ اور اُس سے جنگ کرنا مباح ہو گی، چاہے حضرت علی علیہ السلام نے کی ہو

یا صاحب العصر قائم آلِ محمدؐ کریں۔ کیونکہ ــــــــــــــــــ

ـــــ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ـــــــــــ

"مَنْ ظَلَمَ عَلِيًّا... بَعْدَ وَفَاتِي كَأَنَّمَا جَحَدَ نُبُوَّتِي وَ

نُبُوَّةَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي..." الخ

یعنی: "جس نے میرے بعد علیؑ پر ظلم کیا وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے میری

نبوّت اور سابقین انبیاءؑ کی نبوّت کا انکار کیا۔"

*..... (شواہد التنزیل ابوالقاسم جسکانی، حاکم تقویم الایمان ملّا باقر داماد)

*..... (روائح القرآن ص۱۹۵ بر حاشیہ ۱) علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:

"طلحہ و زبیر وغیرہ کے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے:

"وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ

خَاصَّةً" * (پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۲۵)

* اِس آیت میں بھی آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے والوں سے یہی لوگ مراد ہیں۔

*..... (تفسیر کشاف)

* "جو شخص میرے اہلِ بیت پر ظلم کرے اور مجھے میری عترت کے بارے

اذیّت دے اُس پر بہشت حرام ہے۔" * (تفسیر کشاف جلد ۳ ص۶۷ طبع مصر)

*..... (بحوالہ روح القرآن ص۲۹۸)

۱۰۳۔ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۱۹)

ترجمہ: "کیا تم حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد الحرام (خانۂ کعبہ) کی آبادی (دیکھ بھال) کو، اُس شخص کے برابر و ہمسر قرار دیتے ہو، جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں، اور اللہ ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا۔"

کیا تم لوگ علیؑ کی برابری کرتے ہو؟

★ "شانِ نزول" بروایت "تفسیر مجمع البیان" ایک دن حضرت عباسؓ بن عبد المطلبؓ، اور شیبہؓ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی بیان کر رہے تھے کہ وہاں حضرت علیؑ بھی پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ آپ دونوں کس چیز پر فخر کر رہے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا کہ مجھے وہ فضیلت دی گئی ہے جو کسی کو بھی نہیں ملی، اور وہ یہ ہے کہ حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ پھر شیبہؓ نے کہا کہ مجھے مسجد الحرام کی عمارت (دیکھ بھال وغیرہ) کی فضیلت حاصل ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا: مجھے شرم دامنگیر ہے ورنہ میں یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ باوجود اس کے

کہ" میں آپ لوگوں سے چھوٹا ہوں عمر کے لحاظ سے' تاہم فضیلت میں آپ سے زیادہ ہوں۔" یہ سن کر انھوں نے دریافت کیا: یا علیؑ! وہ کونسی فضیلت ہے جو تم نے ہم سے زیادہ پائی ہے؟

* آپؑ نے فرمایا: "میں نے تم لوگوں کے منہ پر تلوار مار کر تمھیں خدا و رسولؐ پر ایمان لانے کا اہل بنایا۔"

* حضرت عباسؓ یہ سن کر چراغ پا ہو گئے اور غصّے کے عالم میں اٹھ کھڑے ہوئے' اور چادر کا دامن زمین پر گھسیٹتے ہوئے خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ اور بولے کہ: آپؐ دیکھتے ہیں علیؑ کو، یہ ہمیں کیسی باتیں کہتے ہیں؟

* پس آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور دریافت فرمایا: کیا واقعہ ہے؟

* حضرت علیؑ نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! میں نے تو حق بات کہی ہے لیکن یہ حضرات میری حق بات کو برداشت نہ کر سکے اور ناراض ہو گئے۔

* یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ وحی کے ساتھ حاضر ہو گئے اور عرض کی: "پروردگارِ عالم بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ:

" اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ"

حضرتِ عباسؓ نے جونہی یہ وحی بزبانِ رسالت مآبؐ سنی تو تین مرتبہ کہا: "ہم راضی ہیں، ہم راضی ہیں، ہم راضی ہیں۔" ....(بحوالہ تفسیر انوار النجف جلد ۳)

۱۰۴ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (پارہ ۱۰ سورۃ ۹ التوبۃ آیت ۳۲)

ترجمہ: "(کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھوں سے (پھونکیں مار کر) بجھادیں، اور اللہ کو اور کچھ منظور ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے نور کو بہ تمام و کمال روشن کرے گا، اگرچہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔"

کافرین تو نبوّت و ولایت کے درپے ہیں

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ٭ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

★ "تفسیرِ صافی" میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اُن لوگوں کی حرکت کو، جو حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت، اور حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام کی ولایت کو اپنی تکذیب کے ذریعہ سے باطل کرنا چاہتے ہیں، اُس شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو ایک ایسے عظیم نور کو پھونک مار مار کر بجھانے کے درپے ہو جس کی روشنی کو خدائے تعالیٰ انتہاء

تک پہنچانا چاہتا ہے۔ (تاکہ وہ تمام عالم میں روشن ہوجائے)

۱۰۵۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ (سورۃ التوبہ ۹ آیت ۳۳)

ترجمہ: "وہ اللہ، وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دینِ حق کے ساتھ (مبعوث کیا) تاکہ وہ تمام دینوں کے اوپر اُس کو غالب کردے، اور اگرچہ (اس بات کو) مشرکین ناپسند و ناگوار ہی کریں گے۔"

ظہورِ قائم آلِ محمدؐ تو ہو کر ہی رہے گا

★ یہ آیت خاص طور پر حضرت قائم آلِ محمدؐ کے ظہور اور آپؑ کی حکومت کی پیش گوئی کر رہی ہے ______ کیونکہ عہدِ جنابِ رسولِ خداؐ میں دینِ خدا تمام ادیانِ عالم پر غالب نہیں آیا، اور دینِ خدا کو بہر حال تمام ادیانِ عالم پر غالب آنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بات غلط اور عبث نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے یہ غلبہ حضرت رسولِ خداؐ کے آخری جانشین حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہوگا۔ جیساکہ آنحضرتؐ نے

فرمایا کہ مھدیؑ اُس وقت ظاہر ہوں گے جب دنیا فسق و فجور سے بھر جائیگی اور ظہور کے بعد وہ دنیا میں صرف ایک دین اسلام کو رائج کردیں گے۔"

★...(صواعق محرقہ) یہی کچھ فصول المہمہ، تفسیر کبیر، تفسیر کشاف میں بھی ہے۔

★---- (روائح القرآن صفحہ ۲۰۱)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ: ہمارے قائمؑ کی تائید رُعب کے ساتھ ہوگی، زمین کی اطراف سمٹ جائیں گی، خزانے ظاہر ہوں گے مشرق سے مغرب تک اُن کی حکومت ہوگی، خدا اُن کے ذریعے سے اپنے دین کو تمام دینوں کے اوپر غالب کرے گا، زمین آباد ہوگی حضرت عیسیٰؑ اُتر کر اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (تفسیر عیاشی) (بحوالہ تفسیر انوار النجف جلد ۷ صفحہ ۴۳)

★ بروایت ابوبصیر، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" اس آیت ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ .... الخ کی تاویل ابھی تک نہیں ظاہر ہوئی۔ اور وہ اُس وقت ظاہر ہوگی جب حضرت امام قائم آلِ محمدؑ تشریف لائیں گے پس جب آپؑ کا خروج ہوگا تو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا اور امامت کے ساتھ شریک کرنے والا کوئی بھی شخص ایسا نہ ہوگا جو امامؑ کے خروج کو پسند کرتا ہو۔ پس اُس وقت اگر کوئی کافر پتھر کے شکم میں چھپ کر پوشیدہ ہوگا تو خود پتھر پکار کر کہے گا "اے مومن! میرے اندر ایک کافر پوشیدہ ہے اُس کو نکال کر قتل کردے۔

★---- (تفسیر انوار النجف جلد ۷ صفحہ ۴۳)

اہرامِ مصر تعمیر کرانے والے بادشاہ ریّان بن دومغ کی دلچسپ داستان اور امامؑ قائمؑ کی پیشگوئی

ریّان بن دومغ، حضرت یوسفؑ کے زمانے کے بادشاہ عزیز مصر کا باپ تھا۔ اہرامِ مصر کی تعمیر اسی نے کرائی تھی، اس کی عمر ۷۰۰ سال ہوئی، اور اُس کے باپ دومغ کی عمر ۳۰۰۰ سال ہوئی۔

★ عبداللہ بن یزید شعراتی، جو حضرت عمارؓ بن یاسر صحابیٔ رسولِ خداؐ کی اولاد میں سے تھے، اُن کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوالقاسم محمدؐ بن قاسم بصری نے یہ حکایت بیان کی کہ:

"مصر کے بادشاہ ابوالحسن حمارویہ بن احمد بن طولون نے اہرامِ مصر کے انہدام کا ارادہ کیا تو اُس کے مصاحبین اور مشیروں نے اُس کو مشورہ دیا کہ ایسا نہ کیجیے۔ مگر وہ نہ مانا اور ایک ہزار مزدور اہرامِ مصر کی کھدائی پر لگا دیے تاکہ یہ معلوم کرے کہ ان اہرام کے اندر کیا کچھ ہے۔

وہ مزدور اہرام کے گرد ایک سال تک کھدائی کا کام کرتے رہے مگر اہرام کے اندر جانے کا راستہ نظر نہ آیا۔ ایک سال کی کھدائی کے بعد ایک سوراخ نظر آیا۔ جس سے کچھ اندازہ ہوا کہ یہی وہ دروازہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ اُس کو مزید کھودا گیا تو سنگِ مرمر کا ایک بڑا پتھر نظر آیا، اُس کو کھود کر باہر نکالا گیا

تو اُس پتّھر پر یونانی زبان میں ایک تحریر کندہ دیکھی۔ اُس تحریر کو پڑھنے کے لیے مصر کے تمام علماء کو بلایا گیا۔ اُن علماء میں ایک شخص ابو عبداللہ مدنی نے مشورہ دیا کہ حبشہ میں میرا اُستاد اسقف ابھی زندہ ہے جس کی عمر ۳۶۰ سال ہو چکی ہے، وہ یونانی زبان کا جاننے والا ہے۔

چنانچہ ابوالحسن حارویہ بادشاہِ مصر نے اُس پتّھر کو حبشہ بھیجا۔ جب اسقف نے اُس تحریر کو پڑھا تو زبانِ حبشہ میں اُس تحریر کو نقل کر کے عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اُس تحریر کی عبارت یہ تھی ــــــــــــ

اہرامِ مصر پر امامِ قائمؑ ہی کا تصرّف ہوگا

پتّھر پر لکھا تھا کہ:

میرا نام ریّان بن دومغ ہے۔ میں یہ معلوم کرنے کے لیے مصر سے نکل کھڑا ہوا کہ: "دریائے نیل کا مخرج و منبع تلاش کروں کہ یہ کہاں سے نکلا ہے۔ میرے ساتھ چار لاکھ آدمی چلے اور میرا یہ سفر اسّی مہینے تک جاری رہا یہاں تک کہ ظلمات اور بحرِ محیط تک جا پہنچا۔ دیکھا کہ دریائے نیل اس بحرِ محیط کو کاٹ کر عبور کر رہا ہے۔ میرے لیے اس کو عبور کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ میرے ساتھیوں میں سے صرف چار ہزار آدمی باقی رہ گئے تھے۔ مجھے اپنی اس طویل غیبت سے اپنے ملک کے ختم ہونے کا خطرہ لاحق ہوا تو میں مصر واپس آگیا۔ اور بہت سے اہرام بنوائے، اِن اہرام میں دو ایسے مخصوص اہرام بھی تعمیر کرائے جن

کے اندر میں نے اپنا سارا خزانہ محفوظ کر دیا۔ اور اس کے متعلق یہ اشعار کہے:

(نوٹ) یہ سولہ اشعار ہیں جن کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں:

(اشعار کا خلاصہ)

مجھے علمِ غیب تو حاصل نہیں، غیب کا جاننے والا تو صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ مگر آئندہ جو واقعات رونما ہونے والے ہیں اُن میں سے کچھ کا علم مجھے بھی ہے

میں نے چاہا تھا کہ دریائے نیل کا ابتدائی سرا اور اس کا منبع معلوم کروں مگر میں اس سے عاجز رہا۔ حالانکہ میں نے اس کے لیے اسّی مہینوں کی مسافت طے کی، میرے ساتھ ایک لشکرِ جرّار بھی تھا میں نے بہت سے جن وانس کی آبادیاں طے کیں

لیکن درمیانِ راہ بحرِ ظلمات حائل ہو گیا، اور اب میں نے یقین کر لیا کہ اس سے آگے میں نہ جا سکوں گا۔ تو اپنے وطن ملکِ مصر واپس آیا، پھر میں نے مصر میں یہ سارے اہرام برائی بنوائے، اور میں نے اِن میں ایسی حکمت اور صنّاعی رکھی ہے کہ زمانہ انھیں کہنہ (پرانا) نہ کر سکے گا اور نہ منہدم کر سکتا ہے۔ اِن کے اندر سارے عجائبات اور خزانے محفوظ کر دیے ہیں۔ اب اِن کے قفل وہی کھولے گا، اور اِن عجائبات کو وہی استعمال کرے گا جو آخری زمانے میں ولیِ ربّ العالمین ہوگا۔ جس کی حکومت کی ابتداء خانۂ کعبہ سے ہوگی، اور پھر ساری دنیا پر چھا جائیگی، آٹھ، نو، دو، چار، نوّے اور اِس کے بعد ننانوے۔ اور وہ اِن برائی کو مسخر کرے گا، اور منہدم کرے گا، اور میرے سارے خزانے اُس کے تصرّف میں آئیں گے۔

میں نے یہ سب کچھ اس پتھر کے اوپر کندہ کرا دیا ہے تاکہ یہ تحریر باقی رہے"۔

(پس اس تحریر کو دیکھ ابوالحسن حمارویہ بادشاہِ مصر نے کہا: "پھر تو یہ ایک چیز ہے کہ جس پر کسی کا بھی بس نہ چلے گا سوائے قائم آلِ محمدؑ کے"۔

اس کے بعد وہ سنگِ مرمر کی چٹان اپنی جگہ رکھ دی گئی۔)

★...... (بحار الانوار اردو ترجمہ جلد ۳ ص ۳۶۷ تا ۳۶۸)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ: "دنیا اپنی بے رُخی کے بعد ایک مرتبہ ہماری طرف ضرور مڑ کر آئے گی جس طرح ایک اونٹنی اپنے بچّہ کو دودھ پلانے کے لیے مڑتی ہے"۔ (نہج البلاغہ) اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

"وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝" (سورۃ القصص آیت ۵، پارہ ۲۰)

معراج پر ظہورِ امام قائم آلِ محمدؐ کا ذکر

★ ★ ابنِ متوکل نے اسدی سے اُنھوں نے نخعی سے، نوفلی، علی بن سالم، اُن کے والد، ثمالی، ابنِ ظریف ابنِ نباتہ اور اُنھوں نے ابنِ عباسؓ سے۔ (ایک دوسری روایت میں اس حدیث کے یہ راوی ہیں:) ابنِ ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن آدم، ان کے والد، ابن ایاس مبارک بن فضالہ، وہب بن منبہ، اُنھوں نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وو جب مجھے معراج کے لیے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو میں وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ گیا، پھر وہاں سے حجابِ نور تک پہنچا تو میرے پروردگار نے مجھے آواز دی: اے محمدؐ! تم میرے بندے ہو میں تمھارا ربّ ہوں، میرے سامنے سر جھکا دو، اور میری ہی عبادت کرتے رہو، مجھ ہی پر توکّل کرو، میں اِس بات سے بھی خوش ہوں کہ تم میرے بندے، میرے حبیب، میرے رسول، اور میرے نبی ہو، ... الخ. (بحار الانوار اردو ترجمہ جلد ۵ صفحہ ۱۲۹-۱۳۰) پھر ارشاد فرمایا:

* "اے محمدؐ! مَلَاءِ اعلیٰ میں کس بات پر اختلاف ہوا تھا؟
* میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! مجھے تو اس کا علم نہیں۔

ارشاد فرمایا: "اے محمدؐ! کیا تم نے اپنے بعد کے لیے لوگوں میں سے کوئی اپنا وزیر اپنا بھائی، اور وصی مقرر کیا ہے"؟

* میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! میں کس کو مقرر و منتخب کروں، تو ہی میرے لیے (کوئی وزیر، بھائی اور وصی) منتخب فرما دے۔
* ارشاد فرمایا: اے محمدؐ! میں نے تمھارے لیے علیؑ کو منتخب کیا۔
* عرض کیا: اے میرے اللہ! وہ تو میرا ابنِ عم ہے۔
* ارشاد فرمایا: اے محمدؐ! ہاں، علیؑ ہی تمھارے بعد تمھارا وارث اور
  ـــــ تمھارے علم کا وارث ہوگا۔ اور قیامت کے دن تمھارا پرچم
  ـــــ لواء الحمد اُٹھائے ہوئے ہوگا، تمھارے حوضِ (کوثر) کا
  ـــــ ساقی ہوگا، تمھاری اُمت میں سے جو مومن حوضِ کوثر پر

وارد ہوگا اُس کو سیراب کرے گا۔

* پھر ارشاد فرمایا: اے محمدؐ! میں نے اپنی ذات و نفس کی قسم کھائی ہے کہ تم سے، تمھارے اہلِ بیتؑ اور تمھاری پاکیزہ ذرّیت سے بغض و دشمنی رکھنے والے ہرگز اِس حوضِ کوثر سے پانی نہیں پی سکیں گے۔ اور اے محمدؐ! میں بالکل حق کہتا ہوں کہ میں تمھاری تمام اُمّت کو جنّت میں داخل کروں گا صرف وہ شخص رہ جائے گا جو خود ہی میری جنّت میں جانے سے انکار کردے گا۔

* میں نے (حیرت سے) عرض کیا: اے میرے اللہ! بھلا جنّت میں جانے سے کوئی کیسے انکار کردے گا۔؟

* پھر ارشاد ہوا: اے محمدؐ! (سنو!) میں نے اپنے مخلوقات میں سے تم کو منتخب کیا، اور تمھارے بعد کے لیے تمھارا ایک وصی منتخب کردیا، اور اُس کو تم سے وہی منزلت دی جو ہارُون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی، لیکن کہ تمھارے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تمھارے دل میں اُس کی محبت پیدا کی، اُس کو تمھارے فرزندوں کا باپ بنایا۔ لہٰذا تمھارے بعد تمھاری اُمّت پر اُسے بھی وہی حق حاصل ہوگا جو تم کو اپنی اُمّت پر حاصل ہے۔ اب جس نے اُس کے حق سے انکار کیا گویا تمھارے حق سے انکار کیا، جس نے اُس کے ساتھ دوستی اور

* ________ محبت رکھنے سے انکار کیا تو ــــ

گویا اُس نے تمہاری محبت اور دوستی سے انکار کیا۔ ________

________ اور جس نے تمہاری محبت اور دوستی سے

________ انکار کیا، تو سمجھ لو کہ ________

گویا اُس نے جنّت میں جانے سے انکار کیا۔

* اللہ تعالیٰ کا یہ کرم دیکھ کر میں فوراً سجدۂ شکر میں گر پڑا۔

* ایک منادی نے ندا دی 'اے محمدؐ! سر اُٹھاؤ، جو کچھ مانگو گے ملے گا

* میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! میرے بعد میری ساری اُمت کو

ولایتِ علیؑ پر جمع کر دے، تاکہ قیامت کے دن یہ سب کے سب حوضِ کوثر

پر میرے پاس وارد ہوں۔

ارشاد ہوا: اے محمدؐ! میں اپنے بندوں کے متعلق اُن کی خلقت سے پہلے ہی

فیصلہ کر چکا ہوں، اور میرا فیصلہ نافذ ہو کر ہی رہے گا کہ میں اُن میں سے

جس کو چاہوں گا ہلاک کروں گا، اور جس کو چاہوں گا ہدایت دوں گا، اور

* میں نے تمہارا علم تمہارے بعد علیؑ کو عطا کیا، نیز تمہارے بعد تمہارے

اہل اور تمہاری اُمت میں اُن کو تمہارا وزیر، اور تمہارا خلیفہ بنایا ــــ اور

________ یہ میرا قطعی فیصلہ ہے کہ: ________ جنّت میں وہ داخل

نہ ہو گا جو ________ علیؑ سے بغض اور دشمنی رکھے گا اور تمہارے بعد اُن

کی ولایت سے انکار کرے گا۔ جس نے علیؑ سے بغض رکھا، اُس نے تم سے بغض رکھا

اور جس نے تم سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا ______

* جس نے علیؑ سے دوستی و محبت رکھی، اُس نے تم سے محبت رکھی، اور جس نے تم سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی۔

* اور میں نے علیؑ کو یہ فضیلت بخشی کہ اُن کے صُلب سے گیارہ مہدی پیدا ہوں گے، وہ سب کے سب تمہاری ذرّیت سے ہوں گے، ______ اور نسلِ فاطمہؑ سے ہوں گے ______

* **اُن گیارہ میں کا آخری وہ ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے**

* وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اُس کے ذریعے سے ہلاکت میں مبتلاء لوگ نجات پائیں گے، گمراہی میں گرفتار لوگ ہدایت پائیں گے، نابینا لوگوں کو بینائی ملے گی۔ اور بیماروں کو شفاء نصیب ہوگی ______

اور ______ یہ اُس وقت ہوگا ______

* جب دنیا سے علم اُٹھ جائے گا، جہالت کا دور دورہ ہوگا، قرآن کی قرأت کثرت سے کی جائے اور اُس پر عمل کم ہوگا، ______ قتل کثرت سے ہوگا،

______ ہدایت کے فقہاء کم ______ اور

______ ضلالت و خیانت کے فقہاء زیادہ ہوں گے۔

______ شعراء کی کثرت اور بہتات ہوگی ______

تمہاری اُمت ______ قبروں کو مساجد بنا لے گی ______

______ قرآن کی تزئین کرے گی ______

______ مساجد کو خوب سجائے گی ______

______ جور و فساد کی کثرت ہوگی ______

______ منکرات و برائیاں ظاہری طور پر کی جائیں گی ______

تمھاری اُمت کو ______ برائیوں کا حکم دیا جائے اور نیکیوں سے روکا جائے گا

______ مرد، مرد پر اکتفاء کرے گا ______

______ عورت، عورت پر اکتفاء کرے گی ______

______ حکّام کافر ہوں گے، اُن کے دوست فاجر ہوں گے

اُن کے ______ معین و مددگار ظالم، ______ اور

اُن کے ______ مشیر اور رائے دینے والے فاسق ہوں گے۔

اُس وقت تین گہن ہوں گے۔ ایک مشرق میں ہوگا، دوسرا مغرب میں، اور تیسرا گہن ایک جزیرۂ عرب میں ہوگا۔ تمھاری ذرّیت کے ایک شخص کے ہاتھوں بصرہ تباہ ہوگا جس کے پیچھے زنوج (حبشی) ہوں گے۔ پھر اولادِ حسینؑ میں سے ایک شخص خروج کرے گا، اور دجّال مشرق میں سجستان سے ظاہر ہوگا اور سفیانی ظاہر ہوگا"... پس قیامت تک جو کچھ ہوگا سب اللہ نے مجھے بتا دیا۔

.....(بحار الانوار اردو ترجمہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵-۱۲۷)

معراج پر حضرت علیؑ اور امام عصرؑ کی مدح

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب مجھ کو آسمانِ ہفتم سے سدرۃ المنتہیٰ

پرلے جایا گیا' پھر وہاں سے نور کے حجابوں کے پہنچا تو خدا نے مجھ کو آواز دی کہ:

لے محمدؐ! تم میرے بندے ہو، میں تمھارا پروردگار ہوں۔ لہٰذا میرے لیے خضوع کرو، میری عبادت کیا کرو، مجھ پر بھروسہ کرتے رہو' اور میرے غیر پر اعتماد نہ رکھنا۔ کیونکہ تم کو میں نے پسند کیا ہے کہ تم میرے حبیبؐ، رسولؐ ہو۔۔۔ اور تمھارے بھائی علیؑ کو پسند کیا' کہ: وہ میرے خلیفہ، میری بارگاہ کے مقرب ہیں۔ لہٰذا وہی میرے بندوں پر میری حجت ہیں، میری خلق کے پیشوا ہیں۔۔۔

اُنہی کے ذریعے سے میرے دوست اور دشمن پہچانے جائیں گے۔

اُنہی کے ذریعے سے شیطان کا لشکر، میرے لشکر سے جُدا ہو گا'

اُنہی کے ذریعے سے میرا دین قائم رہے گا'

اُنہی کے ذریعے سے میرے حدود محفوظ رہیں گے'

اُنہی کے ذریعے سے میرے احکام جاری ہوں گے'۔۔۔۔۔۔ اور

* لے میرے حبیبؐ! میں اپنے بندوں اور کنیزوں پر تمھارے اور اُن کے امام فرزندوں کے سبب سے رحم کروں گا' تمھارے ۔۔۔۔۔۔ قائم (امام مھدیؑ) کے سبب سے اپنی زمین کو اپنی تقدیس، تہلیل، تسبیح، تکبیر کے ساتھ آباد کروں گا' اور اُن کے سبب سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا' اور اپنے دوستوں کو میراث میں دوں گا ۔۔۔۔۔۔ اور

* اُس کے ذریعے سے کافروں کے کلمہ کو پشت کروں گا ۔۔۔ اور

* اُسی کے ذریعے سے اپنے کلمہ کو بلند کروں گا ۔۔۔ اور

* اُسی کے ذریعے سے اپنے بندوں کو زندہ کروں گا ـــــ اور
* اُسی کے ذریعے سے شہروں کو آباد کروں گا ـــــ اور
* اُسی کے لیے اپنی مشیت سے خزانوں اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا، اور
* اُس کو اپنے سربستہ رازوں سے آگاہ کروں گا ـــــ اور
* اپنے فرشتوں کے ذریعے سے اُس کی مدد کروں گا، ـــــ جو
* اُس کو میرے امر کے جاری کرنے، اور میرے احکام کے بلند کرنے قوت دیں گے۔
* وہی میرا ولیٔ برحق اور سچائی کے ساتھ میرے بندوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔ * ..... (حیات القلوب اردو ترجمہ جلد دوم صفحہ ۲۶۳)

★ (صفحہ ۲۶۶ سطر ۹) پر یہ مذکور ہے کہ: ـــــ

"* تمام روئے زمین کو اُس کے قبضے اور تصرف میں دے دوں گا، ـــ اور
* ہوا کو اُس کے لیے مسخر کردوں گا۔ ـــــ اور
* سخت بادل کو اُس کا مطیع بناؤں گا، وہ اُس پر سوار ہو کر آسمان و زمین میں جہاں چاہے آئے جائے، اور اپنے لشکروں اور فرشتوں سے اُس کو تقویت دوں گا یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو، اور خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو، اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا، غرض اُس کی بادشاہی قائم رہیگی۔"